REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD.NO.P/GDP 3.

جلد ۳۲ — شمارہ ۳

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور۔
نائب:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۲۶ روپے
ششماہی ۱۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۷۵ روپے
فی پرچہ ۶۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ — ۲۰ صلح ۱۳۶۲ ہش — ۲۰ جنوری ۱۹۸۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۷ صلح (جنوری) - سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں آمدہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُر نور جماعت احمدیہ لاہور کی دعوت پر مورخہ ۸۳-۱-۱۳ کو بوقت ۸½ بجے شب ربوہ سے لاہور تشریف لائے۔ مورخہ ۸۳-۱-۱۴ کو حضور نے مسجد دارالذکر لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور نماز جمعہ پڑھائی۔ اگلے روز حضور نے ہلٹن ہوٹل میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے دی گئی دعوت میں شمولیت فرمائی اور کم و بیش ۲۰۰ غیر از جماعت مدعوین کی موجودگی میں متعدد سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ حسب پروگرام لاہور میں حضور پر نور کا قیام مورخہ ۸۳-۱-۱۸ تک رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جان و دل سے محبوب آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو۔ اور ہمیشہ اپنی خصوصی تائیدات سے نوازتا رہے۔ آمین۔

★ —— تازہ ترین موصولہ اطلاع کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۸۳-۱-۲۰ کو واپس قادیان تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

★ —— مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ +

مستورات کو اسلامی پردہ کا پابند بنانے میں کبھی مرد کو بھی مخل نہیں ہونا چاہیئے

کس نوعیت کا پردہ اختیار کرنا ہے اس کی اجازت نظام جماعت دیگا۔ انفرادی فیصلے کرنے کی اجازت نہیں!

خواتین کے جلسہ سالانہ میں حضور ایدہ اللہ کی تقریر کے نہایت خوشکن اور ایمان افروز نتائج کا تذکرہ ۔۔۔!!

مسجد اقصیٰ ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ

ربوہ ۳۱ فتح (دسمبر) - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی - اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان فضل اور کرم ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ ہر پہلو سے انتہائی کامیابی سے اپنے اختتام کو پہنچا۔ کارکنان نے بھی مثالی خدمت کا حق ادا کیا۔ کارکنان کی حاضری رپورٹ دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا۔ اس سال یہ رپورٹ اللہ کے فضل سے غیر معمولی طور پر اچھی رہی۔ اگرچہ موسم ناگوار تھا اور مسائل جو جلسے کے ساتھ ہوتے ہیں بدستور تھے۔ لیکن جلسے کا انتظام بالعموم نہایت اچھا رہا۔ اللہ تعالیٰ کارکنان کو جزائے خیر دے۔ الحمد للہ مہمانوں نے تکلیف اٹھانے کے باوجود صبر سے کام لیا۔ اب انتظامات اتنے پھیل گئے ہیں کہ اچھے معیار کی روٹی پیش کرنا بہت مشکل مسئلہ بن گیا ہے۔ اور بات تنوروں کی حد سے تو پہلے ہی آگے ہے مگر ابھی تک مشین کے ذریعے سے اعلیٰ معیار کی روٹی حاصل کرنا ممکن نہیں ہو سکا۔ روزمرہ کام میں تو اعلیٰ روٹی مل جاتی ہے۔ لیکن جلسہ سالانہ کے موقع پر جب ضرورت فیصلہ کرتی ہے کہ روٹی کتنی تیزی سے پکانی ہے تو صورت بعض اوقات قابو میں نہیں رہتی۔ حضور نے بتایا کہ بعض انجینئروں نے سارا سال محنت کر کے بعض نئے ذرائع استعمال کئے ہیں اور ان کے اچھے نتائج بھی برآمد ہوئے ہیں۔ اور امید ہے کہ صورت حال دن بہ دن بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے گی انشاء اللہ۔ مہمانوں نے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں کی اور جیسا بھی کھانا ملا ہر طرح سے صبر شکر کرتے ہوئے راضی رہنا ہوکر کھاتے رہے۔ اور کوئی کلمہ ناشکری کا منہ پر نہیں لائے۔ حضور نے جلسہ سالانہ کے آخری دن جب بارش ہوتی رہی اور شدید برفیلی ہوائیں چلتی رہیں - احباب کرام کی قربانی اور جذبہ و جوش کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا آخری دن اگرچہ موسم بہت خراب تھا۔ لیکن مہمانوں نے حیرت انگیز صبر سے تقریر کو سنا۔ ہم تو اندر تھے۔ ہمیں تو پوری طرح احساس نہیں ہوا کہ باہر کتنی سردی ہے۔ ویسے بھی تقریر کرنے والے کا تو جسم یونہی گرم ہو جاتا ہے گا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ساری جلسہ گاہ بھری ہوئی تھی حتیٰ کہ دیہاتی جماعتوں کے احمدی بھی گیلی پرالی پر کئی گھنٹے بیٹھے رہے۔ اور ایک بھی اٹھ کر نہیں گیا۔ یہ حیرت انگیز نظارہ تھا جماعت کے اخلاص کا۔ کہ اس اخلاص کو دیکھ کر کسی کا یہی جملہ دہرانا پڑتا ہے کہ "اس جماعت کے اخلاص سے ڈر لگتا ہے"۔ باقی جماعتوں میں اس کی مثال تو کیا عشر عشیر، سوواں حصہ بھی نہیں ملے گا کہ طوعی نظام ہو اور انسان اس طرح سے خود کو پیش کر دے۔ جماعت کا یہ اخلاص ہمیشہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بیّن نشان ہے۔

حضور نے فرمایا ایسے موقعہ پر حمد کا زبانوں پر جاری ہونا فرض ہی نہیں ایسے موقعہ پر تو حمد دل سے نکلتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے احسان کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور ہم جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے رہیں گے، اللہ کے انعامات بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

کا قانون ایسا جاری ہے کہ جو اس قانون کے تسلسل میں داخل ہو جائے اس کے لئے جہنم کا کوئی تصور ہی نہیں رہتا۔ وہ ایک حمد سے دوسری حمد کے تسلسل میں داخل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور دل اللہ کی حمد سے بھرتے اور چھلکتے رہتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس جلسہ پر اللہ کے فضلوں کا جو نظارہ خصوصیت سے سامنے آیا ہے جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عورتوں کے جلسہ کے موقع پر میں نے پردے کے موضوع کو اختیار کیا۔ کیونکہ میں محسوس کرتا تھا کہ احمدی عورتوں سے پردہ غائب ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے نتیجہ میں ہلاکت خیز ہلاکتیں منہ پھاڑے سامنے نظر آ رہی تھیں۔ کئی نسلوں کو ان کے ماں باپ اپنی غفلتوں کے نتیجہ میں معاشرتی جہنم میں جھونک رہے ہیں اور صورت حال اتنی سنگین ہوتی جا رہی تھی کہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۵ پر)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید سپورٹس مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مؤرخہ ۲۰ ر صلح ۱۳۶۳ ہش

اسلامی طرزِ معاشرت اور احمدی مستورات

اسلام ایک کامل دین ہے۔ جس میں انسان کو عبادت کے طریق ہی نہیں بتائے گئے بلکہ تمدن و معاشرت سے متعلق وہ تمام احکام بھی کمال وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں جن سے ایک مسلمان بوقتِ ضرورت ہر شعبۂ زندگی میں بخوبی راہ نمائی حاصل کر سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج بیشتر متمول اور جدت پسند مسلم گھرانے اسلامی تمدن و معاشرت کی ان عظیم قدروں کو پامال کر کے بڑی سُرعت کے ساتھ مغربی تعلیم اور مغربی طرزِ معاشرت کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اس حقیقت کو یکسر فراموش کر چکے ہیں کہ جو قوم اپنے مذہب پر قائم رہنے کا دعوےٰ کرتے ہوئے دُوسری اقوام کی اندھی تقلید کرتی ہے وہ ہرگز ایک زندہ اور آزاد قوم کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی ــــ!!

یورپ کی مادّی ترقی اور صاف سُتھری معاشرت بلا شک اپنی جگہ قابلِ قدر ہے مگر اس کے پسِ پردہ اہلِ مغرب کی اباحتی زندگی اور بے راہ روی کو دیکھ کر ہر شریف النفس مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت آج کا مغربی مُعاشرہ جن مہلک اور خطرناک اخلاقی بیماریوں سے دوچار ہے اُن میں بے پردگی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی قباحتوں کا بڑا دخل ہے۔ کوئی سا روزنامہ اُٹھا کر دیکھ لیجئے! اس میں بے شمار خبریں آپ کو ایسے ہی حیا سوز جرائم پر مبنی ملیں گی جو اہلِ مغرب کی نام نہاد آزادی اور اس کی اندھا دُھند تقلید کی دین ہوں گے۔ اس تصویر کا سب سے زیادہ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ آزادیٔ نسواں کی اِس لہر نے یورپ کی عورت کو شمعِ حرم کی بجائے شمعِ محفل بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور وہ لفظ "آزادی" کی کھوکھلی کھنک پر فدا ہو کر مغربی معاشرے میں محض ایک کھلونے کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

عورت کے چہرے کی دلکشی، مُتناسب اعضاء، فطری نزاکت اور طبیعت میں ودیعت کی گئی شرم و حیا بلا شک قدرت کا ایک ایسا بیش بہا عطیہ ہے جس کی حفاظت کرنا اوّلاً خود عورت کی ذمّہ داری ہے۔ اِسی لئے اسلام نے عورت کو مُحْصَنَہ کہا ہے۔ اور اس کا اصل مقام حِصن قرار دیا ہے۔ جس کے معنے ہیں عورت کا پردہ نشین ہونا۔ مگر افسوس کہ آج کی بیشتر مُسلم خواتین جس طور سے اپنے اِس امتیازی شرف کو خیرباد کہہ رہی ہیں وہ ان کی اس فطری ذمّہ داری سے ذرّہ بھر بھی میل نہیں کھاتا۔ اسلامی تمدن و معاشرت کی کھوئی ہوئی ان عظیم قدروں کی ازسرِنَو بحالی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آج جماعت احمدیّہ کو کھڑا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم مہم اس وقت تک سر نہیں ہو سکتی جب تک جماعت کے تمام مرد و زن اس تعلق سے خود پر عائد ہونے والی ذمّہ داریوں کو پُورے طور سے ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم دُنیا میں اسلامی طرزِ معاشرت کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے خود ہمیں اپنی زندگیاں اس قالب میں ڈھالنی ہوں گی۔ بصورتِ دیگر اس جہادِ عظیم میں ہماری زبان پر اِسلام کی نمائندگی اور اس کی تائید و حمایت کا ہر دعویٰ ایک کھوکھلے نعرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھ سکتا۔ اور محض زبانی دعووں کے ساتھ اس معرکۂ حق و باطل میں، ہم خدائی نُصرتوں کو ہرگز جذب نہیں کر سکتے۔

زیرِ نظر شُمارہ میں اسی اہم موضوع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے معرکہ آراء خُطبہ جمُعہ فرمُودہ ۳۱ ر دسمبر ۱۹۸۳ء کا ملخّص ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے کہ احمدی مستورات اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس سے بھر پُور استفادہ کرنے کی کوشش کریں گی ــــ!! اللہ تعالےٰ تمام احمدی خواتین کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ صحیح اسلامی طرزِ معاشرت اختیار کرنے والی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بروقت انتباہ سے بیدار ہو کر اسلام و احمدیت کے نُور سے مُنوّر ہونے والی ہوں۔ آمین ۔

خورشید احمد انور

احباب کو سالِ نَو مُبارک ہو!

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے — سراسر جوہرِ شفقت کا موجب بن کے آجائے
ظہورِ سطوت و قُدرت کا موجب بنکے آجائے — یہ سب اقوام کی عزّت کا موجب بن کے آجائے
سدا دو صدق کی عظمت کا موجب بنکے آجائے

الٰہی جلوۂ رحمت کا موجب بن کے آجائے

فضا میں پیار کے پھولوں کی خوشبو ہر طرف پھیلے — کبوتر امن کا بے خوف ہو کر ہر کہیں کھیلے
کدُورت دُور ہو جائے، فضا پُر نُور ہو جائے — جہاں میں کُو بہ کُو آئیں نظر خوشبوں سے پُر میلے
ثمارِ امن کی کثرت کا موجب بن کے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

دِلوں کی مَیل دُھل جائے حیا آنکھوں میں گُھل جائے — شرافت شرفِ انساں ہو حقیقت خوب کُھل جائے
دِلوں میں رحم پیدا ہو، تری قدرت ہویدا ہو — جو بچھڑا ہو عزیزوں سے اچانک آکے مِل جائے
صداقت پیار اور اُلفت کا موجب بنکے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

تبسم ہو لبوں پر اور چہرے چاند سا چمکیں — جبینیں خُوب روشن ہو کے کُندن کی طرح دمکیں
مسرّت کی ہوائیں خوب رحمت آ کے برسائیں — صداقت کے ستارے اسنہ لوگوں کو دِکھلائیں
نئے ایثار کا اُلفت کا موجب بن کے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

صدا کرشنا کی بنسی کی وطن کو زندگی بخشے — وہی اُپدیش صُلح و امن کو پائندگی بخشے
فضاءِ امن ہر انسان کو فرخندگی بخشے — بہارِ نَو جبینوں کو نئی تابندگی بخشے
یہ سَن انسان کی عظمت کا موجب بنکے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

حسد، حرص و عداوت دُور ہو لوگوں کے سینوں سے — محبت کے گُہر بکھریں سدا روشن جبینوں سے
صداقت تقویت پائے جمیلوں سے حسینوں سے — جہاں آباد ہو یا رب قویّوں سے امینوں سے
شعارِ صدق کی جرأت کا موجب بنکے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

جہاں کا کونہ کونہ نُورِ حق سے خُوب روشن ہو — وطن اپنا شرافت کے گُلوں سے رشکِ گُلشن ہو
حقیقی نُور سے روشن الٰہی ارضِ ارمن ہو — تر و تازہ ہمیشہ ہی الٰہی اپنا گلبن ہو
یہ سب اقوام کی جودت کا موجب بن کے آجائے

الٰہی سالِ نَو رحمت کا موجب بن کے آجائے

محتاجِ دُعا :۔ خاکسار عبدالرحیم راٹھور
(۳۱ ر دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی شب بوقت ۱۲ بجے)

خطبہ جمعہ

نظامِ وصیت آسمانی رفعتوں تک پہنچانے والا نظام ہے

یہ نظام ہر احمدی مرد و عورت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ غیر موصیوں سے کہیں آگے بڑھ کر قربانی کریں!

یہ ہر ایک سے پیار کرنے والے، عزت کرنے والے، جھگڑا نہ کرنے والے اور دنیا کی بھلائی کیلئے خدا کے حضور عاجزانہ دعائیں کرنے والے ہوں

جو ایسے نہیں وہ وصیت کر کے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ذلیل کرنے کی کوشش نہ کریں —!!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مورخہ ۳۰ شہادت ۱۳۶۱ ہش بمطابق ۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں نظام وصیت کو قائم کیا۔

نظامِ وصیت

ایک عظیم نظام ہے ہر پہلو کے لحاظ سے۔ نظامِ وصیت کے ذریعہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جو ممبر ہیں یا داخل ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں، ان میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو اسلامی تعلیم کی رُو سے ذمہ داریوں کو اس قدر توجہ اور قربانی سے ادا کرنے والا ہو کہ ان میں اور دوسرے گروہ میں ایک مابہ الامتیاز پیدا ہو جائے۔ نظامِ وصیت صرف ۱/۱۰ مالی قربانی کا نام نہیں۔ یہ نظام ہے زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچانے کا اور جہاں اس نظام میں مالی قربانی کی اُمید رکھی جاتی ہے وہاں ہر دوسرے پہلو سے ایک نمایاں،

بھرپور اسلامی زندگی

جو ہر لحاظ سے منور ہو اور حسین ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔

جہاں تک مالی قربانی کا سوال ہے عملی زندگی میں اُلجھنیں پیدا بھی ہوتی ہیں۔ اُلجھنیں دُور بھی کی جاتی ہیں۔ یا دُور کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ اُلجھنوں کو جب دُور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اُلجھن دُور بھی ہو جاتی ہے اور نئی اُلجھنیں پیدا بھی ہو سکتی ہیں۔ اور بسا اوقات پیدا بھی ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اس وجہ سے اس نظام کے متعلق جماعت کو ہر آن چوکس اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً

عورت کی وصیت۔

ایک وقت میں جماعت نے محسوس کیا کہ اچھے کھاتے پیتے دولتمند امیر خاوند بتیس ۳۲ روپے مہر رکھ کر جو کسی وقت سمجھا جاتا تھا اسلامی مہر۔ یا ایک ہزار مہر رکھ کر اس کو اُس دولت سے محروم کر دیتے تھے، جس کی وہ مستحق تھی۔ اور جو اُسے ملنی چاہیئے تھی۔ اس واسطے جماعت نے یہ ایک روایت قائم کی کہ کم سے کم اپنی سالانہ آمد کا پچاس فیصد یعنی چھ ماہ کی آمد مہر رکھو۔ بعض لوگ اس کے برعکس دس سال یا بیس سال کی جو آمد ہے وہ رقم مہر میں رکھ دیتے تھے۔ اور نیت یہ ہوتی تھی کہ دوں گا نہیں۔ اور اگر بیوی مطالبہ کرے گی تو پیسے دینے کی بجائے اس کو چپیڑ لگا دوں گا۔ کہ میرے سامنے بولتی ہے تو۔ ایک اور فتنہ۔ تو مہر کا تھوڑا ہونا یا بہت ہونا اور صرف مہر کے اُوپر وصیت کا قائم کر دینا عقلاً اور جو قربانی کی رُوح ہے اور جو نظامِ وصیت کی رُوح ہے وہ جائز نہیں۔

جب میری پہلی شادی ہوئی

تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار مہر رکھا۔ جب حالات سے مجبور ہو کر مجھے دُوسری شادی کرنی پڑی تو میرے جذبات نے یہ تقاضا کیا کہ مَیں ایک ہزار سے زیادہ مہر نہ رکھوں۔ بعض جگہ شیطانی وسوسہ یہ پیدا ہُوا کہ اتنا تھوڑا مہر رکھ کر وصیت کے نظام میں آپ نے خلل ڈال دیا۔ وصیت کے نظام کا مہر کے ساتھ کیا تعلق۔

منصورہ بیگم کا مہر تھا ایک ہزار۔ اور اُن کی وصیت کی ادائیگی جس میں اُلجھن کوئی نہیں تھی۔ صاف تشخیص ہو سکتی تھی اُس لحاظ سے اٹھاون ہزار سے زیادہ رقم انہی کی جائیداد میں سے ہم ادا کر چکے ہیں۔ تو مہر کا ایک ہزار روپیہ ہونا اُن کے مالی قربانی کرنے کے راستہ میں تو روک نہیں بنا۔ اور میرا خیال ہے کہ ایک زمین ہے پہلے مقدمہ تھا اس کے اُوپر۔ وہ مقدمہ تو حق میں ہو گیا۔ لیکن بعض اَور اُلجھنیں دُور ہونے والی ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی وہ دُور ہو جائیں گی تو شاید اس کا حصہ وصیت کا منصورہ بیگم نے ۱/۳ کی وصیت کی ہوئی تھی تو وہ ستر یا پچھتر یا اسی ہزار روپیہ اَور اُنہی کی جائیداد میں سے ادا ہو گا اور یہ سارا مل کے

قریباً سوا لاکھ روپیہ

بن جاتا ہے۔ تو ایک ہزار روپیہ مہر سوا لاکھ وصیت کی ادائیگی میں تو روک نہیں بنا۔

اسی طرح کسی کے متعلق کچھ اَور اعتراض بھی پیدا ہوئے۔ مجھے خیال آیا کہ میں وصیت کی وضاحت کر دوں۔ اصل چیز ایک ہزار یا دس ہزار نہیں۔ اصل چیز ہے اسلامی زندگی گزارنا۔ اور بشاشت کے ساتھ خدا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے ہر قسم کی جن میں ایک صرف مالی قربانی ہے

ہر وقت قربانی

دینے کے لئے تیار رہنا۔ جس دوست نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے نئی شادی میں ایک ہزار روپیہ مہر رکھا تو وصیت کے اُوپر اس کا بُرا اثر پڑ گیا۔ اُن کو مَیں نے جواب یہی دیا تھا کہ مَیں نے کسی بھکاری منگی سے شادی نہیں کی۔ تو ایک تو ابھی انہوں نے وصیت نہیں کی ہوئی۔ لیکن مَیں نے کہا ہے کہ وصیت کر دو۔ تو شاید پہلی قسط جو وہ ادا کریں گی وہ ایک ہزار سے بہر حال بڑھی ہوئی ہو گی۔ یعنی پُورے مہر سے آگے نکل جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ زندگی دے اور توفیق دے ان کو اسی ہمت کے ساتھ مالی قربانی کرنے کی بھی تو لاکھ تک پہنچ جائے۔ بشاشت سے دیں گی۔ یہ جو

شیطانی وسوسے

دماغ میں آتے ہیں، خدا تعالیٰ کی عطا کردہ جو فراست ہے، مومن کو چاہیئے کہ آپ ہی حل کر لیا کرے۔ ایک ایسا نظام جو اپنی عظمتوں کی وجہ سے مثالی بنتا تھا اسلام کی خدمت کے میدان میں اُس کے اُوپر بعض لوگوں کی غلطی کی وجہ سے دھبے پڑ رہے ہیں۔ اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے فراست اور ہمت دی، مَیں کوشش کروں گا کہ ان دھبوں سے [illegible]

کیا جائے ۔ اس وقت

بنیادی چیز

میں جماعت کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ نظامِ وصیت کا ہر احمدی مرد اور عورت سے یہ مطالبہ ہے بلوغت کے بعد کہ وہ مالی میدان میں اس قدر قربانی کرنے والی ہو کہ جو غیر موصی مرد وزن جماعتِ احمدیہ کے ممبر ہیں اُن سے کہیں آگے بڑھ جانے والے ہوں ۔ نظامِ وصیت احمدی مرد وزن سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جہاں تک اوقات کی قربانی یا

نفس کی قربانی

ہے یعنی زندگی کے جو لمحات ہیں اُن کی قربانی ہے وہ غیر موصی سے زیادہ قربانی دینے والے ہوں ۔ نظامِ وصیت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ اعلان فرمایا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ ۔ میری بعثت کی ایک غرض یہ ہے کہ میں مکارمِ اخلاق کو اپنے پورے کمال تک پہنچاؤں جس سے بڑھ کر اور کوئی کمال ممکن نہیں ۔ عربی زبان میں اتمام کے یہ معنی ہیں ۔ تو نظامِ وصیت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ

مکارمِ اخلاق

کے میدانوں میں موصیوں کی گرد کو بھی غیر موصی پہنچنے والے نہ ہوں ۔ ہر ایک سے پیار کرنے والے ۔ ہر ایک کو عزت سے پکارنے والے ۔ جھگڑا نہ کرنے والے ۔ کافر و مومن سے ہمدردی و خیر خواہی کرنے والے ۔ دنیا کی بھلائی کے لئے راتوں کو جاگ کر خدا کے حضور عاجزانہ جھک کر دعائیں کرنے والے ۔ غرض وہ سینکڑوں شعبے مکارمِ اخلاق کے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور عملی زندگی میں جن کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اُن شعبوں میں غیر موصی سے کہیں آگے بڑھنا نظامِ وصیت اس کا مطالبہ کرتا ہے ۔ نظامِ وصیت اس کا مطالبہ کرتا ہے کہ

حقوق العباد کی ادائیگی

میں موصی پر کوئی دھبہ ایک سوئی کے POINT کے برابر بھی نہ پڑے ۔ نظامِ وصیت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حقوق اللہ جسے کہا جاتا ہے چکر کھا کے وہ پھر حقوق العباد ہی بنتے ہیں ۔ کیونکہ خدا تعالےٰ تو کسی کا محتاج نہیں ۔ بہرحال ایک ہماری اصطلاح ہے حقوق اللہ کی ادائیگی میں سب کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اتنی دور آگے نکل جائیں گے غیر موصی سے ، کہ غیر موصی کی نگاہ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گی ۔ یہ ہے نظامِ وصیت ! اس کو بگاڑ کر اس عظیم احسان کی

ناقدری نہ کرو

جو عظیم احسان اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے نوعِ انسانی پر کیا ۔

جو منتظمین ہیں وہ بھی نہیں سمجھتے ۔ عجیب و غریب وصیتیں میرے پاس آجاتی ہیں منظوری کے لئے ۔ مجھے غصہ بھی آتا ہے ۔ غصے کو پیتا بھی ہوں ۔ مجھے دکھ بھی پہنچتا ہے ۔ اُس دکھ کو میں سہتا بھی ہوں ۔ لیکن

میں یہ برداشت نہیں کرسکتا

کہ جس غرض کے لئے خدا تعالیٰ کے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جن سے بڑا کوئی نبی نہیں ۔ جن سے بڑا کوئی انسان نہیں ۔ جن سے بڑا کوئی محسن نہیں ۔ انہوں نے اس زمانہ میں اپنی روحانی قوت کے نتیجہ میں مہدی اور مسیح کے ذریعہ سے نوعِ انسانی پر احسان کرتے ہوئے رحمۃ للعالمین ہوتے ہوئے ، رحمت کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے جو احسان کیا ہے ، اس میں کمزوری نہ پیدا ہو ۔ یہ میرا فرض ہے ۔ یہ جماعت کا فرض ہے ۔ سمجھتے ہیں کہ بیوی نے بتیس ۳۲ مہر میں سے تین روپے کی قربانی ساری عمر میں دی اور وہ نظامِ وصیت کے لحاظ سے موصیہ بن گئی ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ اُس کے مقابلہ میں میں جانتا ہوں کہ احمدی بہنوں میں سے وہ بھی ہیں جو تین روپے کے مقابلہ میں

تین لاکھ روپے مالی قربانی

دے کر بھی اپنے آپ کو نظامِ وصیت کے مرتبہ پر نہیں سمجھتیں اور وصیت نہیں کرتیں ۔

پس جو صاحبِ فراست عورت یا جو صاحبِ فراست مرد ، نظامِ وصیت کی حقیقت سمجھتا ہے ، منتظمین نظامِ وصیت کو کم از کم اتنی تو سمجھ ہونی چاہئیے ۔ باقی یہ جو شادی ہوئی ایک ہزار مہر رکھا ۔ وہ ایک ہزار مہر اس لئے رکھا کہ بتیس ۳۲ روپے مہر سے

عورتوں کو چھٹکارا دلادیا

اور ناجائز بوجھوں سے اپنے غریب بھائیوں (کو) چھٹکارا دلا دیا ۔ اب موجودہ زمانہ میں ایک یہ رسم ہے کہ کہہ دیتے ہیں منہ سے کہ فارم کے اوپر لکھ دو پچاس ہزار ۔ نہ دینا ۔ کسے دھوکہ دے رہے ہو ۔ دنیا کو یا خدا کو یا اپنی ضمیر کو یا اپنی بیوی کو یا اپنے سسرال کو یا اپنے میکے کو یعنی اپنے ہی خاندان کو ، کسے دھوکہ دے رہے ہو ۔ یہ نمائش

دائرہ احمدیت واسلام سے باہر

ہو سکتی ہے ۔ یہ جھوٹی نمائش دائرہ اسلام واحمدیت کے اندر نہیں ہو سکتی ۔ سیدھے سادے مسلمان مومن بننے کی کوشش کرو ۔ خدا سے پیار کرو اتنا کہ کوئی دوسرا انسان وہ پیار خدا کو نہ دے سکے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کرو اتنی کہ دوسرے سمجھ ہی نہ سکیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق ہو سکتا ہے ۔ قرآن کریم اتنی عظیم کتاب ہے ، قرآن کے گرد گھومو کہ تمہاری ساری ضرورتوں کو وہ پورا کرنے والی تعلیم ہے ۔

اور جماعت احمدیہ میں ایک بڑا گروہ اُن موصیان کا ہونا چاہیئے جو اس

ارفع مقام

تک پہنچنے والے ہوں ۔ جن کا میں نے ذکر کیا ۔ پھر یہ جو انتہائی قربانیاں دینے والا ۔ جو خدا تعالےٰ کے عشق میں مست اپنی زندگیاں گزارنے والا ہے ۔ وہ کمزوروں کے بوجھ اٹھا لیتے ہیں ۔ اور جماعت کو پھر کسی قسم کی کمزوری نہیں پہنچتی ۔ نقصان نہیں پہنچتا تو

وہ موصی آگے بڑھیں

جو وصیت کے نظام کے مقام کو پہچاننے والے اور عزم اور ہمت رکھنے والے ہیں ۔

میں اپنے گھر کی مثال دیتا ہوں ۔ اب منصورہ بیگم نے ۱/۳ کی وصیت کر دی ۔ میرے ذہن میں کم از کم نہیں تھا ۔ اور مجھے عجیب لگتا تھا کہ بعض دفعہ کسی SOURCE سے کوئی آمد ہوتی تو ایک ناظر صاحب کو انہوں نے کہا ہوا تھا کہ مجھ سے پیسے لے کر وصیت ادا کیا کریں ۔ وہ گئے ہوئے تھے باہر اور یہ تھیں بے چین کہ میرے پاس پڑے ہوئے ہیں پیسے ۔ بار بار مجھ سے پوچھیں کہ کب آرہے ہیں وہ ۔ میں نے وصیت کی رقم ادا کرنی ہے ۔ وہ بے چینی دیکھ کے میں نے کہا کہ مجھے دے دیں میں وہاں بھجوا دیتا ہوں اور رسید آ جائے گی ۔ کہا کہ نہیں آپ کو نہیں دینے ۔ اور دراصل مجھ سے بھی یہ چھپا رہی تھیں کہ میں نے ہاں سے اٹھا کے ۱/۳ کی وصیت کی ہوئی ہے ۔ وہ سمجھتی تھیں کہ

وصیت کے لحاظ سے موصیہ

کا جو مقام ہے وہ اپنے خاوند کے ساتھ جو تعلق ہے اس سے بہت بڑا ہے ۔ خدا تعالیٰ کے لئے میں دے رہی ہوں ۔ مجھے اپنے خاوند کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں اپنے خدا کے حضور کیا پیش کر رہی ہوں ۔

پس ایسے مرد اور عورتیں کہ جو اس قسم کی قربانیاں دے سکتے ہیں ، دیں گے انشاء اللہ اگر ان کی GUIDANCE (گائیڈنس) اور رہنمائی اور ہدایت کے سامان صحیح ہوتے رہیں ۔ جو ایسے نہیں وہ اپنے آپ کو وصیت کر کے خدا تعالےٰ کی نگاہ میں

ذلیل کرنے کی کوشش نہ کریں

نظامِ وصیت سے باہر بھی وہ راہیں اسی طرح کھلی ہیں جس طرح پہلے کھلی تھیں ۔ جو خدا تعالیٰ کی محبت کو پائیں اور خدا تعالیٰ کی جنتوں کی طرف لے جانے والی ہیں ۔ لیکن قرآن کریم کی ہدایت کی روشنی میں مومن اور مومن میں فرق ہے ۔ بعض جگہ خالی مومنین کہا گیا ۔ یا مومنون کہا گیا ۔ اور بعض جگہ مومنون حقاً کہا گیا ۔ اور فرق بھی کیا ہے ۔ وہ میرا مضمون نہیں ۔ اس کی تفصیل میں میں نہیں جاتا ۔ لیکن مومنون حقاً وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے اتنا کہ اپنے آپ کو فانی کر دینے والے ۔ جہاں سے تمہیں کچھ چیز ملے اس کے لئے محبت پیدا ہوتی ہے ۔ جہاں تم خوبصورتی دیکھو اس کے لئے پیار پیدا ہوتا ہے جس شخص پر خدا

تعالیٰ اپنے احسان اور اپنے حسن کے انتہائی ارفع جلوے سے ظاہر کر دے۔ وہ تو ہیں،

مر ہی جاتا ہے

خدا کے لئے۔ یہ ہے نظام وصیت۔ اسے پہچان کر نظام وصیت میں داخل ہوں۔ خدا کرے کہ ہزاروں میں داخل ہوں۔ لاکھوں میں داخل ہوں۔ لیکن اس مقام سے نیچے رہ کر نہیں کہ اپنے لئے بھی ذلت کا سامان پیدا کریں گے اور جماعت کے اوپر بھی ایک دھبہ سا لگے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور خدا تعالیٰ ہمیں عزم اور ہمت دے کہ نظام وصیت

جس غرض کے لئے

قائم کیا گیا ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں لاکھوں آدمی ہماری نسل میں، آنے والی نسلوں میں پیدا ہوں۔ اور پیدا ہوتے رہیں۔ اور ہم اپنے مقصود کو پانے میں کامیاب ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے ہماری حقیر کوششوں کے نتیجہ میں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی عظمتوں کو نوع انسانی پہچاننے لگے۔ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ تلے وہ سب اکٹھے ہو کر ایک خاندان بن جائیں۔ آمین ثم آمین +

(منقول از الفضل ربوہ ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ (۱)

اگر بر وقت اصلاح کی کوشش نہ کی جاتی تو معاملہ حد سے آگے نکل جاتا۔ حضور نے فرمایا اس لئے میں نے اپنی تقریر میں احمدی بچیوں کو سمجھایا۔ انتظامی لحاظ سے ان پر بعض سختیاں بھی کیں۔ سٹیج پر بیٹھنے کے لئے بے پردہ کو ٹکٹ نہیں دیا۔ تقریر کے بعد جس قسم کے خطوط مجھے اپنی بچیوں کے موصول ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جس طرح زخم پر مرہم کا پھایا رکھا اس سے اب محسوس ہوتا ہے کہ کوئی دکھ باقی نہیں رہا۔ تقریر سے پہلے بھی اور سختی کے انتظامات سے پہلے بھی بعض لوگوں نے مجھے ڈرایا کہ سختی نہ کرنا۔ خطرہ ہے کہ بہت سی بچیاں ضائع ہو جائیں گی میں نے انہیں کہا کہ اب وقت نرمی کا نہیں رہا۔ معاملہ حد سے آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اور آپ مجھے ڈرا کر احمدیوں پر بھی بدظنی کر رہے ہیں اور مجھ پر بھی بدظنی کر رہے ہیں۔ مجھ پر اس لئے کہ میں تو اس آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہوں جس نے ہاری ہوئی بازیاں جیتی ہیں۔ جس نے جاتے جاتے نقشے الٹائے ہیں اور یہ بچیاں تو ایک جاں نثار قوم کی بچیاں ہیں۔ حضور نے مثال کے طور پر فرمایا۔ اس سے میرا ذہن جنگ حنین کے واقعات کی طرف منتقل ہوا کہ جنگ میں شدت آئی اور صحابہ کے قدم اکھڑنے لگے تو سواریاں پیچھے کو بھاگیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم چند جاں نثاروں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب مہاجرین وانصار کو پکارا گیا تو جن جن کے کانوں میں آواز پڑی ان کی سواریاں نہ مڑیں تو انہوں نے اپنی تلواروں سے پہلے سواریوں کی گردنیں کاٹ دیں اور پیدل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پہنچے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر جس طرز عمل کا مظاہرہ فرمایا اس کو دیکھ کر روح وجد میں آجاتی ہے۔ آپ نے ان کفار کو جو صحابہؓ کے پیچھے بھاگ رہے تھے رجزیہ شعر پڑھ کر اپنی طرف متوجہ کیا کہ اگر صحابہ کو اس وجہ سے مارنا ہے کہ وہ اللہ کے نبی پر ایمان لائے ہیں تو میری طرف آؤ۔ وہ نبی تو میں ہوں۔ اگر بنی عبد المطلب سے دشمنی ہے تو اس خاندان کا سربراہ میں ہوں۔ میری طرف آؤ۔ حضور نے فرمایا جنگ کے اس نازک ترین لمحے میں غلبہ پاتے ہوئے دشمن کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا سپہ سالار دنیا میں اور کوئی نظر نہیں آئے گا۔

حضور نے فرمایا، ہم بھی تو اسی آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تربیت یافتہ ہیں۔ ہم اپنی بیٹیوں کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی خاطر بلائیں گے تو وہ لازماً پلٹیں گی۔ خدا تعالیٰ مسیح موعودؑ کی بیٹیوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ جب میں احمدی بچیوں کے خطوط پڑھتا تھا تو دل حمد سے بھر جاتا تھا۔ اور دل سے دعا نکلتی تھی۔ یہ وہ جماعت ہے جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو عطا ہوئی ہے۔ جس کو اسوۂ محمدؐ عطا ہوا ہے اسی اسوہ کو حرز جان بنا کر رگ وپے میں سرایت کر لیں۔ اور ایسی زندگی پائیں جس میں موت کو کوئی دخل نہیں رہے گا۔

حضور نے فرمایا میں نے چاہا کہ میں جماعت کو مطلع کروں کہ وہ خطرات جو منڈلا رہے تھے ٹل گئے اور ٹل جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلامی پردے کے نفاذ کا سہرا انشاء اللہ احمدی عورتوں کے سر ہوگا۔ ہم وہ ساری اقدار واپس لائیں گے جو کھوئی گئی ہیں۔

حضور نے فرمایا سٹیج کے ٹکٹوں سے بے پردہ عورتوں کو روکا گیا۔ یہ ناانصافی تو نہیں۔ سٹیج پر بیٹھنا کسی کا حق تو نہیں۔ اس سلسلے میں بعض پردہ دار بچیوں کو بھی محروم کر دیا گیا۔ وہ ایسی جگہ سے آئی تھیں جہاں چادر کا پردہ سختی سے رائج ہے۔ ان کو محروم کرنا غلطی تو ہے مگر ناانصافی نہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ صبر سے کام لیں غلطی ہو گئی ہے۔ یہی سمجھ لیں کہ ہمارا کونسا حق ہے سٹیج پر بیٹھنے کے لئے۔ اگر یہ ردّ عمل ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو اور بھی بڑھاتا۔

حضور نے پردے کے بارے میں ایک نکتہ یہ بھی بیان فرمایا کہ لیڈی ڈاکٹرز یا مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والی عورتوں کے لئے پردے کا معیار ذرا نرم رکھا گیا ہے۔ لیکن جب وہ اس کام سے فارغ ہو کر اپنے معمول کی زندگی میں آئیں پردے کا دوسرا نظام جاری ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ [illegible]ہوں پر کام کے کپڑے الگ ہوتے ہیں۔ اور گھر یا باہر جانے کے کپڑے الگ ہوں گے پھر بڑی عمر کی عورتیں ہیں ان کو بھی قرآن اجازت دیتا ہے کہ وہ اگر اس عمر سے تجاوز کر چکی ہیں۔ کہ ناپاک لوگوں کی گندی نظریں ان پر نہ پڑیں تو چادر لے سکتی ہیں۔ تاہم ان سب اقسام کی صورتوں میں انفرادی فیصلے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہ فیصلے جماعتی نظام کرے گا۔ حضور نے فرمایا جو عورتیں کام کے لئے نکلتی ہیں ان کو پردے میں نرمی دی جاتی ہے۔ مگر وہ سنگھار پٹار کر کے نہ نکلیں۔ سنگھار پٹار کا کام سے کیا تعلق۔

حضور نے فرمایا ان حد بندیوں میں سختی کی جائے گی۔ اور سب سے پہلے میں اپنے دل پر سختی کروں گا۔ اور اگر کسی بچی کو جماعت سے نکالنا پڑا تو راتوں کو اٹھ کر اللہ کے حضور گریہ وزاری کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی [illegible] سے مجھے بچا لے۔ حضور نے فرمایا یہ باتیں تو میں اس لئے کہتا ہوں کہ تنبیہہ کے تقاضے پورے ہو سکیں۔

مردوں کو تنبیہہ

حضور نے فرمایا اب میں مردوں کو بھی تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی عورتوں بچیوں نے اسلام کے لحاظ سے اسلامی پردہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تو وہ اس کی راہ میں روک نہ بنیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو اس کے نتائج کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔ ہرگز کسی احمدی بچی کے اسلامی پردے کی راہ میں کسی مرد کو حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ خود ان کے لئے اور ان کے گھروں کے لئے بہتر ہے۔ اصل زندگی تو دین کا فیشن ہے۔ زندگی کا اصل فیشن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں۔

حضور نے فرمایا ایک مشکل پردہ اختیار کرنے میں یہ پیش آتی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سوسائٹی ان کو حقیر سمجھے گی۔ جن احمدی عورتوں نے پردے کے معاملے میں کمزوری دکھائی ہے۔ اللہ کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ ان میں کوئی بے حیائی کا عنصر شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس نفسیاتی کمزوری نے ان سے پردے چھڑوا دیئے ہیں کہ وہ برقعے پہنیں گی تو لوگ انہیں پاگل سمجھیں گے۔ حضور نے فرمایا یہ یاد رکھیں کہ عزت نفس اور دوسرے کی عزت کرنا اس کے کردار سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عظمت کردار پیدا کریں۔ اس کے نتیجہ میں آپ معزز قرار پائیں گے۔ بچیوں کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ آپ ایک عظیم مقصد کے لئے زندہ ہیں۔ آپ محسوس کریں کہ خدا نے آپ کو عزت عطا کی ہے۔ آپ کو اگلے وقتوں کے لوگ کہا جائے گا تو یہی آپ کا بہت بڑا اعزاز ہوگا کہ آپ کو اس وقت سے ملایا جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت تھا اور وقت نے جتنی رفعت آنحضرتؐ کے زمانہ میں حاصل کی اس سے نہ پہلے کبھی کوئی حاصل کی نہ بعد میں کرے گا۔ لوگ آپ کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پگلیاں اور دیوانیاں کہیں گے۔ آپ اس گندی دنیا کی فرزانیوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اس طرح سے سوچیں تو یہ پردے تکلیف کی بجائے لطف کا موجب بن جاتے ہیں۔ یہ قربانی ہے ہی نہیں یہ نعمت بن جاتی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ آپ کو یہ رفعت برقرار رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اس کے بعد حضور نے آخر میں مختصر طور پر وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا اور کہا کہ کسی خاص تحریک کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں جماعت اس میں پہلے سے ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ چونکہ وقف جدید بہت اچھا کام کر رہی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ احباب پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینے کی توفیق پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ایک بجکر گیارہ منٹ پر شروع ہوا اور ایک بجکر ۴۳ منٹ پر ختم ہوا۔ اس طرح سے حضور نے ۳۲ منٹ خطبہ ارشاد فرمایا۔

(منقول از الفضل ربوہ ۴ جنوری ۱۹۸۳ء)

سپین کا پہلا سفر ... بقیہ صفحہ (۹)

یہ "بشارت آباد" پھر کب آباد ہوگا؟ بشارت آباد "ابھی بھی پیدرو آباد ہے۔" وہ کہہ کر کہنے لگا تم جو چاہو کہو میں تو "بشارت آباد" ہی کہوں گا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ قصبہ بچ نہیں سکتا۔ یہ تو بشارت آباد ہو ہی چکا ہے۔

بہرحال ہمارا یہ دورہ سپین نہایت کامیاب، مبارک اور بصیرت افروز رہا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے سپین میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے نشانات دیکھے ہیں اور خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کی اس مسجد کے ذریعے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پھیلا دے آمین ثم آمین۔

آخر میں میں جناب چوہدری احمد مختار صاحب۔ مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب، چوہدری نذیر احمد صاحب۔ اور باقی سب منتظمین کا اپنے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کی جانب سے تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمارے ساتھ نہایت محبت سے گویا پدرانہ سلوک کیا۔ اور ہمارے اس سفر کو بابرکت بنانے میں نہایت فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴ جنوری ۸۳ء)

جماعت احمدیہ کراچی کے قافلہ کے ساتھ تشریف لے جانے والے ایک غیر از جماعت معزز رکن کا

سپین کا پہلا سفر اور اُن کے تاثرات

مکرم مسعود احمد صاحب ایڈووکیٹ کراچی (جو مبائع نہیں ہیں) اپنے دو دوستوں (مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب کھیڑا ایڈووکیٹ اور مکرم سید امجد حسین شاہ صاحب ایڈووکیٹ کراچی) کے ساتھ سپین میں "مسجد بشارت" کے افتتاح کے موقع پر جماعت احمدیہ کراچی کے قافلہ کے ساتھ پیدرو آباد تشریف لے گئے تھے۔ مکرم بٹ صاحب نے اس بابرکت سفر کے تاثرات بصورت مضمون تحریر فرمائے ہیں۔ ملاقات کے دوران محترم بٹ صاحب نے فرمایا کہ "مسجد کے افتتاح کی یہ شاندار تقریب ان کی زندگی کا سب سے اہم ترین واقعہ ہے جو آئندہ شاید ہی دیکھنا میسر ہو اور یہ بابرکت نظارہ ان کی آنکھوں کے سامنے بار بار آتا ہے"۔ ان کا تحریر کردہ مضمون جو روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۴ر جنوری ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا ہے۔ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

● مرزا صاحبان (محترم مرزا عبدالرحیم صاحب ایڈووکیٹ و محترم مرزا عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ) و محترم چوہدری مبارک احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کراچی سے میرے دیرینہ مراسم ہیں۔ یہ مراسم صرف ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے ہی نہیں ہیں بلکہ سنہ ۱۹۵۱ء سے جب میں کراچی آیا تو محترم چوہدری مبارک احمد صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ہم دونوں ایک ہی محکمہ میں ملازم تھے۔

● جب سپین میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مسجد کا افتتاح قریب آیا تو مجھے جناب مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب اور جناب چوہدری مبارک احمد صاحب نے پوچھا کہ اگر میں جانا چاہتا ہوں تو وہ ضرور ہی اجازت حاصل کر لیں گے۔ اس سے قبل محترم عبدالرشید صاحب سماٹری بھی کہہ چکے تھے کہ میں ضرور جاؤں اور میرے میرے چچازاد بھائی مکرم خواجہ سلیم احمد صاحب نے بھی مشورہ دیا کہ جاؤ ہمارے خاندان کی نمائندگی بھی ہو جائے گی۔

● پھر ہر روز مبارک احمد صاحب زور دیتے رہے کہ "تیار ہو" "چلو" بلکہ انہوں نے دو ایڈووکیٹ دوستوں کو یعنی مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب کھیڑا اور مکرم سید امجد حسین شاہ صاحب کو بھی کہا کہ وہ بھی چلیں ——!

● جوں جوں وقت قریب آتا گیا ہم تینوں یعنی چوہدری ریاض احمد صاحب کھیڑا اور سید امجد حسین شاہ صاحب اور میں خود کبھی پروگرام بناتے اور کبھی رہ جاتا۔ حتیٰ کہ ۲۰ر اگست ۱۹۸۲ء کا دن آ پہنچا۔ اس دن شام جناب مبارک احمد صاحب میرے ہاں آئے اور پھر ریاض صاحب کے ہاں گئے اور پھر دھرنا دے کر بیٹھ گئے کہ تم لوگ ہاں کرو گے تو جاؤں گا ورنہ نہیں۔ میری اہلیہ نے کہا کہ میں ضرور اس مبارک سفر میں شرکت کروں اور انسان کو کبھی نیک کام میں پیچھے نہیں رہنا چاہیئے خدا ہماری مدد کرے گا۔ بہرحال ہم دونوں نے ہاں کر لی۔ اور دوسرے دن تمام ضروری کاغذات مکرم مبارک احمد صاحب کے سپرد کر دیئے۔ سید امجد حسین شاہ صاحب کو بھی تیار کر لیا اور یوں ہم تینوں دوست خدا کا نام لے کر اس سفر کی تیاری میں لگ گئے۔ ۸/۷ ستمبر ۸۲ء کی درمیانی رات دو بج کر ۳۵ منٹ پر ہمارا جہاز ایمسٹرڈم کے لئے روانہ ہوا۔ صبح ۱۰ بجے ہم ہالینڈ کے ایر پورٹ پر بخیریت پہنچ گئے۔

● وہاں پر ۳ گھنٹے کی انتظار کے بعد دوسرے جہاز کے ذریعہ میڈرڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔ میڈرڈ ایر پورٹ پر ہمارا جہاز دوپہر سوا ایک بجے پہنچ گیا۔ اور کسٹم وغیرہ کے بعد باہر نکلے تو بس ہمیں قرطبہ لے جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ یوں تقریباً ۲ بجے دوپہر ۵۹ افراد کا قافلہ بذریعہ بس میڈرڈ سے قرطبہ کی جانب رواں دواں ہو گیا۔ پیدرو آباد کا قصبہ قرطبہ میڈرڈ شاہراہ پر واقع ہے۔ مسجد احمدیہ کا محل وقوع نہایت شاندار اور نمایاں ہے۔ آنے جانے والی ہر گاڑی مسجد کے سامنے سے گزرتی ہے۔ اور مسجد دور ہی سے نظر آنے لگتی ہے۔ مسجد کے ساتھ اندر جانے والی لنک سڑک قصبہ پیدرو آباد جاتی ہے۔ دائیں جانب مسجد ہے اور بائیں جانب ایک قطعہ زمین چھوڑ کر عین مسجد کے ہی سامنے گرجا گھر ہے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ایک چیلنج رکھتے ہیں۔ ہماری بس جوں جوں قرطبہ کی جانب بڑھتی گئی ہمارے ذوق و شوق میں اضافہ ہوتا گیا۔ شام ہونے کو تھی کہ ہماری بس الکارلو نامی قصبہ سے آگے بڑھی۔ اور جونہی تھوڑی دور گئے مسجد کے مینار نظر آنے لگے۔ ہماری بس وہاں بغیر رکے آگے بڑھ گئی۔ رات ہونے کو تھی۔ اور پاکستان سے روانگی کے بعد اور سفر میں ۲۲ گھنٹے ہو چکے تھے۔ مسجد میں کافی لوگ اس وقت موجود تھے۔ قرطبہ میں ہوٹل گراں کاپیٹان ہمارا جائے قیام تھا۔ سب لوگ تھکے ہارے وہاں پہنچے اور صبح کے انتظار میں رخت سفر کھولا۔

صبح مسجد آئے تو وہاں مقامی لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ بچے۔ بوڑھے۔ نوجوان جوق در جوق آتے اور خوش اخلاقی سے سب نئے آنے والوں سے ملتے۔ پیدرو آباد کے قصبے میں ہم لوگ گئے۔ اور کئی جگہ ہمیں "ہیلو السلام علیکم" کہہ کر مقامی لوگوں نے خوش آمدید کہا جس سے احمدیہ مشن کے فعال ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ پیدرو آباد سے قرطبہ لوٹے تو مسجد قرطبہ دیکھنے کے لئے چلے گئے۔ دل میں حسرت تھی کہ دنیا کی سب سے بڑی مسقف مسجد دیکھیں گے۔ مسجد قرطبہ کے اندر داخل تو خوشی خوشی ہوئے کہ ہم بھی ان چند خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کو خدا نے جماعت احمدیہ کی وساطت سے یہ سعادت بخشی ہے کہ اسلام کے اس عظیم گہوارے کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اس کی در و دیوار اور گنبدوں کو اپنے ہاتھوں سے مس کریں اور اس کی زمین کو سجدوں سے بھر دیں۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی ہماری خوشی [illegible] تشویش میں تبدیل ہو گئی۔ اور دل دھک دھک کرنے لگا۔ [illegible] خدا! یہ کیا ہے۔ مسجد کی ہیئت ہی بدل دی گئی ہے۔ اور عیسائیوں کی رواداری [illegible] نے کیتھولک اسپین کے باشندوں کو [illegible] تھی۔ اس کا عملہ انہوں نے یوں [illegible] کے اندر تقریباً [illegible] گرجا گھر ہیں جبکہ مسجد کے بیچ میں ایک بڑا گرجا بھی بنایا گیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر دل بیٹھ گیا۔ سیاح حضرات کی ٹولیاں [illegible] گائیڈوں کی معیت سے مسجد کو دیکھ رہی تھیں۔ [illegible] ہم لوگوں نے دو دو نفل مسجد میں پڑھے [illegible] سالہا سال کے بعد سجدہ ریز ہونے والوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ [illegible] نہ جانے کیوں [illegible] کہ مسجد میں نماز ادا کرنے نہیں دیتے [illegible] کھو گیا۔ اور خیالات [illegible] گیا۔ عبدالرحمٰن الداخل۔ الحکم۔ ہشام۔ المنصور۔ ابن رشد۔ ابن حزم۔ اور نہ جانے کن کن جلیل القدر ہستیاں یہاں سجدہ ریز ہو گئیں۔ اور بلند و افروز ہوئیں۔ لاکھوں فرزند اسلام جب خدا کے [illegible] سر بسجود ہوتے ہوں گے تو کیا شان ہوتی ہو گی [illegible] مسجد کی۔ پھر خیالات ہی کے اس تلاطم میں ہر طرف اندھیرا [illegible] اندھیرا چھاتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ دور ۳۲ کلومیٹر دور ایک مدھم روشنی کا دیا جلتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ مسجد جو جماعت احمدیہ نے قرطبہ سے ۳۲ کلومیٹر دور پیدرو آباد کے قصبے میں بنائی ہے۔ یوں لگا کہ امید کی ایک کرن ہے۔ روشنی کا ایک مینار ہے جس سے خدا کے فضل و کرم سے آنے والا دیکھے گا کہ یہ روشنی دن بدن پھیلتی ہی چلی جائے گی۔ حتیٰ کہ ایک دن سارا اسپین اس کی ضیاء سے منور ہو جائے گا۔ انہی امید اور روشنی کی اس کرن نے میرے دل میں ایمان کی ایک مضبوط شمع روشن کر دی۔ اور یوں خدا نے میرے حزن و ملال کا مداوا کر دیا۔ قرطبہ اور پیدرو آباد میں ہمیں کبھی بھی اجنبیت کا ذرہ بھر احساس نہیں ہوا۔ ہم لوگ اسپینش نہیں جانتے تھے اور وہ انگریزی زبان سے نابلد تھے۔ ہمیں صرف "سی" (ہاں) اور "ناوا" (نہیں) ہی آتا تھا۔ اور دیگر چند الفاظ۔ پھر بھی اگر کہیں ہمیں دقت ہوتی تو وہ لوگ خندہ پیشانی اور اخلاق سے ہماری مدد کرتے۔

۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو صبح ہم مسجد میں پہنچے جہاں مسجد کا باضابطہ افتتاح ہونا تھا۔ [illegible] مسجد میں احمدی حضرات [illegible] تھے۔ [illegible] عید کا سا سماں تھا [illegible] سے [illegible] دن سے پہلی بار اذان کہی تو ایسے معلوم ہوا جیسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بجلی کا بہت بڑا بلب روشن کر دیا گیا ہو۔ عجیب سماں بندھا جو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔ بیان سے باہر ہے۔ تمام مسجد کے گرد کرسیاں بچھا دی گئیں۔ اور لوگ آنا شروع ہوئے۔ بوڑھے، بچے اور جوان۔ اعلان کیا گیا کہ مقامی لوگوں کے لئے کرسیاں خالی کرنا پڑیں تو کریں۔ یہ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی منٹوں کے [illegible] چوہدری کا ریاض اور امجد حسین شاہ صاحب اور دیگر مسافر لوگ دوسری قطار سے پیچھے آتے آتے مسجد کی جالی دار دیوار کے پاس پہنچ گئے۔ اور کرسیاں خالی کرنا پڑیں۔ مگر پھر بھی لوگوں کا سیلاب آتا ہی گیا۔ مجھے بھی طرح یاد ہے کہ ایک بوڑھی خاتون جس سے چلا نہیں جاتا تھا وہ اپنی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ [illegible] کی مدد سے مسجد پہنچی۔ [illegible] تقریب میں شامل رہی۔ [illegible] کے مطابق مقامی لوگ [illegible] ہزار سے کم نہ تھے۔ اور اتنی ہی تعداد احمدی حضرات کی تھی جو دنیا کے کونے کونے سے وہاں جمع ہوئے تھے۔ [illegible]

[illegible]

THIS IS DEAD GOD [illegible]

[illegible]

THIS IS UPCOMING LIVING GOD.

افتتاح کے دن حضرت امام جماعت احمدیہ نے نہایت پُرسوز اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اور تمام ہسپانیہ کو محبت، الفت اور بھائی چارہ کا عالمگیر پیغام دیا۔ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" یہ ماٹو مسجد کی بیرونی دیوار پر کندہ ہے۔ اور ہر آنے جانے والے کو اسلام کے عظیم پیغام سے مطلع کرتا ہے۔

ہماری کیفیت ایسی ہو گئی تھی کہ قرطبہ جا کر پھر واپس پیدرو آباد آ جانے کو دل چاہتا تھا۔ میرے دوست چوہدری ریاض احمد کھیڑا صاحب تو ہمیشہ کہتے کہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۵ پر)

آخری قسط

سیرت حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

خدمتِ خلق کا بے مثال اُسوۂ حسنہ

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی برموقع جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۸۲ء

غلاموں پر احسانات اور ان کی بے مثال خدمت

سب سے پہلے غلامی کی تعریف بیان کرنی ضروری ہے اس کی حقیقی تعریف یہ ہے کہ انسان کی آزادی کو سلب کر کے اسے بعض قیود کا پابند کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جو مشہور طریق غلامی کے تعلق سے رائج تھے وہ حسب ذیل ہیں:-

پہلا طریق یہ ہے کہ کسی آزاد کو زبردستی پکڑ کر بیچ ڈالا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تعلیم دی کہ آزاد کو فروخت کرنے والا واجب القتل ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں نجد کے بعض عیسائیوں نے یہ شکایت کی کہ ہماری بعض پڑوسی قوموں نے ہمیں بلا کسی جنگ کے قید کر کے غلام بنایا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بلا تردد ان کو آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اگر یہ قبیح فعل اسلام سے قبل کا نہ ہوتا تو میں اسلامی قوانین کے مطابق آزادوں کے قید کرنے والوں کو قتل کی سزا دیتا۔

پس ایک سلیم الفطرت انسان اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انسان سوز مظالم کا سدِ باب کر کے غلاموں پر ایک عظیم احسان فرماتے ہوئے ان کی بے مثال خدمت سرانجام دی۔

دوسرا ایک ناجائز طریق غلامی کا دنیا میں یہ رائج تھا کہ غلام بنانے کے لئے اپنی ہمسایہ قوم پر حملہ کر دیتے یا مال و دولت لوٹنے کے لئے حملہ کر دیتے تھے اور ساتھ ہی لوگوں کو غلام بنا لیتے تھے۔ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو بھی پامال کیا اور اعلان فرمایا کہ کسی قوم کو دوسری قوم پر اس وقت تک حملہ کرنے کا حق نہیں جب تک کہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ اس کے بعض حقوق اس قوم نے تلف کر دیئے ہیں اور جب تک کہ ہمسایہ قوموں کو اس بات کا موقع نہ دے دیا جائے کہ وہ دونوں فریق میں مصالحت کی کوشش کریں لیکن ایسی جنگ کے بعد بھی غلام بنانے کی اجازت نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔
(حجرات آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ: اور اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑنے پر آمادہ ہوں تو ان میں صلح کرا دو۔ پھر اگر اس صلح کے بعد بھی ایک دوسرے کے خلاف زیادتی سے کام لے تو جو قوم زیادتی کرتی ہے تو اس کے خلاف سب مومنوں کو مل کر جنگ کرنی چاہئے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو دوبارہ ان کے درمیان عدل و انصاف سے صلح کرا دو اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے صاف واضح ہے کہ اسلام نے یوں ہی دنیوی جھگڑوں میں حملہ کرنے کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ سب سے پہلے دوسری قوم کو بیچ میں ڈال کر صلح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی قوم دوسری قوم کا حق دینے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر سب قوموں کو اس کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور لڑائی کا انجام آخر کار صلح پر رکھا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ غلامی اور دوسرے کے حقوق تلف کرنے کی صورت بالکل ناممکن ہو کر رہ جائے گی۔

تیسرا طریق جو غلامی کا رائج تھا اور انسانیت کے نام پر بہت بڑا دھبہ تھا کہ لوگ اپنے آپ کو یا اپنے بیوی بچوں کو بیچ ڈالا کرتے تھے اسلام نے اس طریق کو بھی بالکل روک دیا اور ایک عام حکم دے دیا کہ آزاد کو غلام نہیں بنایا جا سکتا ہے خواہ اس کی مرضی سے یا بغیر مرضی کے۔ یہ طریق اس صورت میں مفید ہو سکتا ہے کہ جب کہ ان مشکلات کا حل بھی کیا جائے جس کی بنا پر لوگ ان غلامی پر مجبور ہوتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج بھی بتایا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی حکومت میں ہر فرد کا کھانا، کپڑا اور مکان کا انتظام حکومت پر یا بالفاظ دیگر ساری قوم پر واجب قرار دیا گیا ہے اور اس طرح اس ضرورت کو جو آزاد کو غلام بنانے پر مجبور کرتی ہے باطل کر کے غلامی کی ایک شق کا قلع قمع کر دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کے نقائص اور غلاموں پر ہونے والے مظالم کا بھی انسداد فرمایا۔ غلامی کی بری صورتوں میں سے ایک صورت یہ تھی کہ ان کے ساتھ نہایت ذلت کا سلوک کیا جاتا تھا اور اسی وجہ سے غلامی بُری کہلاتی ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ مالک جو کھائے وہ غلام کو کھلائے اور جو پہنے وہ غلام کو پہنائے اور اس سے وہ کام نہ لے جو آقا اس کے ساتھ مل کر کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور اسے مارے نہیں اگر وہ مارے تو وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ اس طرح غلامی کی پوزیشن ایک چھوٹے بھائی کی سی ہو جاتی ہے اگر وہ غلام نہیں کہلا سکتا تو یہ شخص بھی غلامی کی قبیح زنجیروں سے باہر نکل آتا ہے۔

غلامی کی ایک دوسری بُری صورت یہ تھی کہ انسان ہمیشہ کے لئے بات کا پابند ہو جاتا تھا گویا غلام غلامی کے دائرے سے باہر نہیں ہو سکتا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کے اس نقص کو بھی دور فرمایا اور فرمایا کہ غلام اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ اپنا فدیہ دے کر آزاد ہو جائے اور اگر وہ اپنا فدیہ یکدم ادا نہیں کر سکتا تو مالک سے قسطیں مقرر کرے اور جس وقت وہ قسطیں مقرر ہو جائیں اسی وقت سے وہ اپنے اعمال میں ویسا ہی آزاد ہو گا جیسا دوسرا آزاد شخص اور وہ اپنے مال کا مالک سمجھا جائے گا۔

اسلام نے غلامی کے لئے دو ہی صورتیں بیان کی ہیں فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً یعنی مذہبی جنگ میں جب کوئی شخص قید ہو تو یا اس کو بطور احسان چھوڑ دیں یا فدیہ لے کر چھوڑ دیں پس یہ صورت اسلام میں جائز ہی نہیں کہ باوجود اس کے کہ کوئی شخص اپنا فدیہ پیش کرتا ہو پھر اس کو غلام رکھا جائے ہاں ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ نہ تو کوئی شخص فدیہ دے سکتا ہو اور نہ مالک بغیر فدیہ کے آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہو کیونکہ بالکل ممکن ہے کہ جو رقم اس نے جنگ میں خرچ کی تھی اس نے اس کی اقتصادی حالت کو خراب کر دیا ہو ایسی صورت کے لئے قرآن مجید نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ:-

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ۔ (نور آیت نمبر ۳۴)

اور وہ لوگ جو تمہارے قیدیوں میں سے چاہتے ہوں کہ ان کے ساتھ قسطیں مقرر کی جائیں اور انہیں آزاد کر دیا جائے تو ان کے فدیہ کی رقم کی قسطیں مقرر کر دو اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ روپیہ کمانے کی اہلیت رکھتے ہیں بلکہ چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے تم اس میں سے ان کی مدد کر دو یعنی انہیں کچھ سرمایہ بھی دے دو تاکہ اس کے ذریعہ سے روپیہ کما کر وہ اپنا روپیہ ادا کرنے کے قابل ہو جائیں اور جو لوگ اس کی بھی قابلیت نہ رکھتے ہوں ان کے لئے اسلام نے نصیحت فرمائی ہے کہ مالدار لوگ انہیں آزاد کرائیں اور حکومت انہیں آزاد کرائے۔

پس اسلام نے غلامی کی جملہ بد صورتوں کو نہ صرف رد کیا بلکہ ان کے موجبات اور محرکات کا بھی علاج کیا پس ہزاروں ہزار سلام و درود ہو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے غلامی کی رسم کو جو انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا ہوا تھا ہمیشہ کے لئے مٹا دیا اور دنیا کو حقیقی آزادی عطا کی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

سائل و محروم کی بلند پایہ خدمت

جیسا کہ اللہ الرحمٰن الرحیم نے تعلیم دی ہے کہ وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (ذاریات آیت ۲۰) اور پھر اس کی خوب تشریح فرمائی کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران آیت ۹۳) اور وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (بقرہ آیت ۴) یعنی مومنوں کے اموال میں سائل اور محروم دونوں کا حق ہے اور مومن کو حکم ہے کہ اپنا مرغوب اور پسندیدہ مال خدا کی راہ میں خرچ کرے۔

محروم۔ سائل اور مال تینوں کا وسیع مفہوم لیا گیا ہے۔ مال ہر ایسی نعمت کو کہتے ہیں جس کی طرف قلوب انتہائی مائل ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ذکر اللہ مالی۔ سائل سے مراد ہر وہ شخص ہے جو خدا کی محبت کی بھیک مانگنے آئے یا متلاشی حق ہو اور اس کے مقابلہ میں محروم وہ ہوں گے جن کو یہ نعمت حاصل نہ ہو۔ جو محبت الٰہی کی دولت کو ابھی تک حاصل نہ کر سکے ہوں یا اس کے حصول میں ابھی انہیں کامیابی نہ ہوئی ہو۔ بعض لوگ جو اپنی ضروریات کا خود اظہار کرتے ہیں ان کو بھی سائل کہتے ہیں اور بعض بوجہ ضعف یا شرم جو سوال سے رکتے ہیں محروم کے زمرہ میں آتے ہیں اور اسی زمرہ میں حیوانات چرند پرند بھی آجاتے ہیں ایسے بے زبان غرباء کا ذکر قرآن حکیم میں بھی آتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر نیکی میں کمال کے آخری نکتہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے تو یہ اعلان فرمایا تھا کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ میری نمازیں میری موت اور میری قربانیاں سارے جہانوں کے رب کے لئے ہیں۔ اب جس نے اپنا سب کچھ سارے جہانوں کی بہبودی کے لئے صرف کر دیا اس نے گویا ساری امانتوں کو اسی کے حکم کے مطابق اس کے حضور پیش کر دیا اور وہ اس میدان میں خدا کی نگاہ میں اوّل المسلمین و اوّل المؤمنین قرار پایا۔ اس کی خدمت سے کوئی بھی باہر نہ رہا۔ یہی سبب ہے کہ خدا نے آپ کے بارہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی اور فرمایا ہے کہ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ۔ خود ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ اور آپ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خلق اللہ عیال اللہ ہے۔ اسی عیال کی خدمت کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے اور آپ نے اپنی قربانی کی روشنی میں اس خدمت کو اعلیٰ مقام تک پہنچا کر اس کا حق ادا کر دیا اور خدا تعالیٰ سے اولیت کا لقب پایا۔ سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ

غیر مسلم اقوام کی بے مثال خدمت

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عام طور پر یہ خیال پایا جاتا تھا کہ جب تک غیر مذاہب والوں کو کلی طور پر جھوٹا نہ ثابت کر دیا جائے تب تک اپنی سچائی نہیں ثابت کی جا سکتی۔ جیسا کہ قرآن مجید نے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:-

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ۔

(بقرہ آیت نمبر ۱۱۴)

یہ کیسی ظلم کی بات ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں میں کوئی خوبی نہیں ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں میں کوئی خوبی نہیں ہے حالانکہ دونوں ایک ہی کتاب پڑھنے والے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق یہ اعلان فرمایا کہ یہ نظریہ قطعاً قابل قبول نہیں بلکہ ہر ایک مذہب میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد ربانی کے مطابق یہ اعلان فرمایا کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر آیت نمبر ۲۵) کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور رہبر نہ بھیجے ہوں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند یہ اعلان فرمایا کہ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی خوبی موجود ہے اور ہر قوم کا کوئی نہ کوئی طبقہ اپنی امانت و دیانت نیز خشیت اللہ کے سبب قابل احترام اور قابل عزت ہے چنانچہ قرآن مجید میں یہودیوں کے متعلق آتا ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی بطور امانت رکھوا دیا جائے تو اس میں خیانت نہیں کریں گے (آل عمران آیت ۷۶) اور اسی طرح عیسائیوں کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے کہ ان میں سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا کا ذکر سن کر رونے لگ جاتے ہیں اور خشیت سے ان کے دل بھر جاتے ہیں۔ (مائدہ آیت ۸۴)

گویا اس طرح دونوں مذاہب کی خوبیوں کا برملا اظہار کر کے قرآن مجید نے اپنے مسلک کو اور بھی واضح کر دیا۔

پھر جب ہم تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے ہیں اور اپنے دل و جان سے محبوب آقا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کو بلا لحاظ مذہب و ملت تمام نوع انسانی کی بے مثال خدمت سرانجام دیتے ہوئے پاتے ہیں خود نوع انسانی کی خدمت کرنے والوں کو نہایت قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وقت پر ان کی ایسی بے مثال خدمت کرتے ہیں کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی طے قبیلہ سے جنگ ہوئی تو کچھ مشرک بطور قیدی پکڑے گئے ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں میں کس کی بیٹی ہوں آپ نے فرمایا کس کی بیٹی ہو؟ اس نے کہا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آیا کرتا تھا یعنی حاتم کی۔ وہ مسلمان نہ تھا لیکن چونکہ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اس کی وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی کو آزاد کر دیا اس کا بھائی گرفتاری کی وجہ سے بھاگا پھرتا تھا آپ نے اسی وقت اسے روپیہ اور سواری دی اور فرمایا کہ جا کر اپنے بھائی کو بھی بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ گئی اور اسے لے آئی۔ اس پر اس سلوک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اسی طرح آپ نے اس کی سفارش پر اس کی ساری قوم کی سزا کو معاف کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۷)

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر نہ صرف غیر مسلم اقوام کے لوگوں کی خوبیوں کا اعتراف کیا بلکہ ان سے تعلق رکھنے والوں سے بھی حسن سلوک فرمایا۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مسلم اقوام کے جذبات اور احساسات کا بڑا خیال ہوتا تھا۔ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پا گئی۔ (بخاری)

قرآن حکیم نے ابن السبیل کی خدمت کو خاص احکام میں شامل کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حکم پر اس طرح عمل کیا جاتا تھا کہ جو مسافر آتے مسجد میں ٹھہرائے جاتے اور دو دفعہ اعلان کر دیا جاتا کہ آج مسجد میں اس قدر مہمان ٹھہرے ہیں جس کو توفیق ہو وہ انہیں اپنے گھر میں لے جائے اور ان کی مہمانی کرے چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا جو بڑا ہی خبیث الفطرت تھا رات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سونے کے لئے بستر دیا تو اس نے دشمنی اور عداوت کی وجہ سے اس بستر پر پاخانہ پھیر دیا اور علی الصبح اٹھ کر چلا گیا مگر جاتے وقت وہ اپنی کوئی چیز بھول گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسی خادمہ نے دیکھ لیا اور وہ غصہ میں آکر اس یہودی کو گالیاں دینے لگ گئی اتفاقاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آواز کو سن لیا اور جب دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ یہودی بستر پر پاخانہ پھیر کر چلا گیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی لاؤ میں خود دھو دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ پانی لائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بستر کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران میں یہودی اپنی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے آگیا جب وہ قریب آیا تو اس نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بستر دھو رہے ہیں اور اپنے ہاتھ سے کپڑا رگڑ رہے ہیں کہ جب [illegible] دوا گر [illegible] تو وہ شخص [illegible] اس بلند اخلاق کا یہودی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تعامل کے پیش نظر خلفاء راشدین نے بھی غیر مسلموں سے [illegible] کا کامل نمونہ قائم کیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب کبھی آپ کوئی اسلامی لشکر روانہ فرماتے تو اس کے امیر کو خاص طور پر ہدایت فرماتے کہ غیر مسلم اقوام کی عبادت گاہوں اور ان کے مذہبی بزرگوں کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ ([illegible])

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک دفعہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے بعض غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنے میں کچھ سختی کی جا رہی تھی آپ نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ لوگ جزیہ ادا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا تو پھر کیوں ان پر ایسا بوجھ ڈالا جاتا ہے جس کو یہ برداشت نہیں کر سکتے [illegible] چھوڑ دو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو تکلیف دیتا ہے قیامت کے دن خدا اس کو عذاب

کے پیچھے ہوگا۔ چنانچہ ان لوگوں کا جزیہ معاف کر دیا گیا تھا۔ (کتاب الخراج)

پھر حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکیدی ارشادات کے ماتحت غیر مسلم اقوام کا اس قدر خیال تھا کہ انہوں نے فوت ہوتے خاص طور پر ایک وصیت کی جس کے الفاظ یہ تھے۔

"میں اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلامی حکومت کی غیر مسلم اقوام سے بہت نرمی اور شفقت کا معاملہ کرے ان کے معاہدات کو پورا کرے۔ ان کی حفاظت کرے ان کے لئے ان کے دشمنوں سے لڑے اور ان پر قطعاً کوئی ایسا بوجھ یا ذمہ داری نہ ڈالے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو" (ابو داؤد)

یہی وہ بے نظیر جذبۂ خدمت ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم اقوام کے سامنے پیش فرمایا اور ان کی خدمت کا ایک ایسا پاکیزہ اُسوہ دنیا میں چھوڑا کہ جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

محسنِ انسانیت کو عدیم المثال خادم شیعہ عالم کی تقریر

مشہور شیعہ عالم مولانا ... صاحب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک سے زیادہ ایسے کام کئے ہیں جن کی بدولت کمزوروں اور بے کسوں کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا موقعہ مل گیا۔ آپ جب اس دنیا میں آئے ہیں تو اس وقت انسانی دنیا کے دو گروہ حد سے زیادہ بے کسی اور مظلومی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے اور کوئی ان کا پُرسانِ حال نہ تھا۔ ان دو ستم رسیدہ گروہوں میں سے ایک گروہ تو ان بدنصیب لوگوں کا تھا جو اچھے خاصے انسان ہونے کے باوجود بھیڑ بکریوں کی طرح دوسرے انسانوں کے ہاتھوں بیچے جاتے تھے اور جو شخص اپنے تھوڑے سے پیسے کے بدلے میں ان انسانوں کو خرید تا ہے وہ ان کی جان و مال کا ایسا مالک بن جاتا تھا کہ جب چاہے انہیں بے خطا و بے قصور قتل کر دے اور کوئی اس سے یہ بھی نہ پوچھے کہ تیرے منہ میں کے دانت ہیں۔ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ کوئی آزاد انسان بیچا نہ جائے اور اس طرح گویا آئندہ کے لئے مسلمان بنانے کا سلسلہ روک دیا جو تمام کہ بیشتر اس حالت میں موجود تھے ان کے لئے آپ نے لوگوں کو طرح طرح سے آمادہ کیا کہ انہیں آزاد کر دیں۔ چنانچہ بہت سے گناہوں کا آپ نے یہ کفارہ مقرر کر دیا کہ اگر کوئی شخص یہ گناہ کرے تو اسے چاہیئے کہ ایک غلام آزاد کر دے۔ ان کوششوں کے بعد جو تھوڑے سے غلام باقی رہے ان کے متعلق آپ نے بڑی سختی اور تاکید کے ساتھ بار بار یہ حکم دیا کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے انہیں اپنا بھائی سمجھا جائے۔ آپ فرماتی ہیں کہ — میں نے پڑھا ہے اور میرے دل پر اس کا بڑا اثر بھی ہوا ہے کہ آپ نے اس وقت کہ جب آپ کا بالکل آخری وقت تھا اور بیماری کی تکلیف انتہا کو پہنچ چکی تھی پھر آخری وصیت اپنے پیروؤں کو کی تھی اس میں بھی غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا شامل ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح کے دل سے یہ بات لگی ہوئی تھی کہ دنیا سے غلامی کا نشان مٹا دے۔

دوسرا فرقہ جس کی حالت بہت قابلِ رحم تھی عورت کا فرقہ تھا۔ مرد ... سمجھے۔ مرد جنتی اور ... تھے۔ اور ہر قسم کے تمدن سے آزاد ... وراثت یا روزی پیدا کی جاتی ہے ... مردوں کے ہاتھ میں تھے غریب عورتیں ہر طرح مجبور اور ناچار تھیں وہ ہر بات میں مردوں کی دستِ نگر تھیں اور کمزور اور بے وسیلہ ہونے کی وجہ سے وہ طرح طرح کے ظلم سہتی تھیں اور کچھ نہ کہتی تھیں مرد جس طرح اور جس حالت میں رکھتے تھے انہیں رہنا پڑتا تھا۔ عورتوں کی حالت کچھ غلاموں سے بھی گئی گزری تھی اور حقیقت یہ ہے کہ مرد ان غریب عورتوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے تھے۔ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا ان کی روح کو تسکین اور اطمینان دے لوگوں کو بتایا کہ مرد اور عورت انسانی جنس کے دو برابر کے حصے ہیں اور مرد عورت کی زینت اور عورتیں مردوں کی زینت ہیں۔

آپ نے مردوں پر ان کے قانونی حقوق مقرر فرمائے اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص دو یا تین بیٹیوں یا بہنوں کو اچھی طرح پال کر اور تربیت دے کر جوان کر دے گا وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح کھڑا ہوگا کہ جیسے ہاتھ کی پہلی اور دوسری انگلی برابر ہوتی ہے۔ عورتوں کو مارنے سے لوگوں کو منع کیا ان پر جھوٹی تہمتیں لگانے کی سخت سزا مقرر کی اور مردوں کو یہ حکم دیا کہ راستہ گلی میں عورتوں کی طرف گھورتے ہوئے نہ چلا کرو بلکہ عورتوں کا اس قدر احترام کریں کہ اپنی نظریں نیچی کئے ہوئے گزر جایا کریں۔ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول ہے کہ عورت خوشبو اور نماز کی محبت میرے دل میں پیدا کی گئی ہے اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس بے کس اور مظلوم فرقہ کا کس قدر خیال تھا۔ آپ نے عورت کا حصہ باپ بھائی اور خاوند کی جائیداد میں بھی مقرر کر دیا اور اسلامی قانون کی رو سے باپ کے مرنے پر اس کی جائیداد میں سے دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو ملتا ہے اور یہ فرق اس لئے ہے کہ بیٹی کے روٹی کپڑے کا بار اس کے خاوند پر ہوتا ہے اس لئے اسے زیادہ روپے کی ضرورت نہیں ہے۔"

(رسالہ پیشوا دہلی کا رسول نمبر ۱۹۲۹ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جاری ہے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حیاۃ النبی بنایا ہے اور آپ کے فیضان کو تا قیامت جاری و ساری فرمایا ہے چنانچہ آپ کے ساتھ وعدہ تھا کہ خدا تعالیٰ آخری زمانہ میں آپ کے مثیل و بروز کو ظاہر فرمائے گا جس کی آمد گویا آپ ہی کی بعثتِ ثانیہ ہوگی جیسا کہ سورۃ جمعہ میں وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں بھی اس پیشگوئی کا ذکر ہے جس کی صراحت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے استفسار پر خود بیان فرما دی تھی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو اس کا مصداق قرار دیا اور آپ نے بتایا کہ آپ کو یہ عظیم مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اور خدا نے آپ کو وہی برکات ظاہر کرنے کے لئے جو آپ کے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے آپ کا فرزند جلیل بنا کر بھیجا آپ نے بعینہٖ اپنے آقا کی طرح اپنی بعثت کا مقصد خدا سے علم پا کر یُحْیِی الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں سب سے بڑی خدمتِ خلق ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھیجتا ہے چنانچہ آپ نے بھی اپنی زندگی کا مقصد خدمتِ خلق قرار دیا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

کہ میرا مقصود اور میری خواہش خدمتِ خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے اور یہی میرا فریضہ ہے۔

چنانچہ جب ہم آپ کی سیرتِ طیبہ پر غور کرتے ہیں تو آپ کے خدمتِ خلق کے کاموں کو اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بے مثال پاتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک خادمہ نے گھر سے چاول چرائے اور پکڑی گئی گھر کے سب لوگوں نے اسے ملامت شروع کر دی اتفاقاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا ... تو ... فرمایا ...

"محتاج ہے کچھ تھوڑے سے ... دے دو اور فضیحت نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔"

پھر ایک موقعہ پر کچھ دیہاتی عورتیں بچوں کے لئے دوائی وغیرہ لینے آئیں حضور انہیں دیکھنے اور دوائی دینے میں مصروف رہے اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضور کا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا ——

"یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں یہ بڑا ثواب کا کام ہے مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پروا نہ ہونا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳)

پھر ایک دفعہ آریہ سماج کے ایک سرگرم رکن ملاوا مل دق کی مرض میں مبتلا ہو گئے اور تپ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا آثار نومیدی ظاہر ہونے لگے تھے۔ وہ ایک دن حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت گڑگڑائے اور روئے آپ نے ازراہِ ہمدردی ان کا

علاج بھی کیا اور دُعا بھی فرمائی جس کے نتیجہ میں خُدا تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنی ہم نے کہا کہ اے تپ کی آگ سرد اور سلامتی ہو چنانچہ اس بشارت کے مطابق معجزانہ طور پر ان کو شفا ملی۔ (نزول المسیح ص۲۱۰)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ پر غور کرنے والوں کو اس امر کا بخوبی علم ہوگا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزند جلیل نے خدمت خلق کے کاموں کو اس کے انتہائی مقام تک پہنچا کر یہ ثبوت فراہم کیا کہ لاریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ رسالت ہر زمانہ میں جاری و ساری ہے۔

بس اے عزیزانِ قوم! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونوں سے جو سبق ملتا ہے وہ یہی ہے کہ دُنیا کے قلوب محبت اور پیار سے جیتے جائیں حُسنِ سلوک، خدمت اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے ان کو آستانہ الٰہی پر جھکنے کی عملی ترغیب دلائی جائے پس اسی محبت اور خدمت کے جذبہ سے کام لیتے ہوئے آج بھی جو انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے گا بلا شک و شبہ کامیاب و کامران ہوگا خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری ساری جماعت کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے نظیر اُسوہ حسنہ کو اختیار کرکے دُنیا کے دل جیتنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب آئیے آپ کو آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ کے آقا کے خلقِ عظیم کی ایک جھلک دکھائیں کہ جن اخلاق کے ذریعہ سے آپ نے عرب کی خصلت رکھنے والوں کو رام کر لیا تھا اور وہ سیدھے معنوں میں آپ کی غلامی میں داخل ہو گئے تھے اور آپ کے فیضانِ صحبت سے آسمان کے ستارے بن گئے تھے چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہو گئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی

قادیان میں جماعت احمدیہ کے ۹۱ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

احمدی مستورات کا تین روزہ کامیاب جلسہ سالانہ

رپورٹ مرتبہ: محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ رُکن لجنہ اماءاللہ قادیان

الحمدللہ کہ جماعت کے دائمی مرکز قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۹۱ واں بابرکت جلسہ سالانہ امسال بھی ۱۸ و ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۸۲ء کی تاریخوں میں منعقد ہوا پہلے دن کا پہلا اجلاس جس میں افتتاحی دُعا، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اور باقی پروگرام شامل تھا صبح دس بجے سے ایک بجے تک مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں سُنایا گیا۔ دوسرے اجلاس کا مستورات کا اپنا علیحدہ پروگرام تھا۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ مرکزیہ قادیان کی زیر صدارت پروگرام کا آغاز ہوا تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے حاضرات جلسہ سے افتتاحی خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے آپ سب بہنوں کو ایک بار پھر اپنے محبوب مرکز میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی ہے اور اس میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے لئے آپ نے خاص دعائیں فرمائی ہیں خُدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ ان دعاؤں کی وارث بننے کی کوشش کریں اپنا وقت دعاؤں ذکرِ الٰہی اور عبادات میں گزاریں۔ مقاماتِ مقدسہ کی خود زیارت کریں اور بچوں کو بھی ایک ایک جگہ دکھائیں۔ اپنے مشاہدات کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ انہیں ان بہنوں تک بھی پہنچائیں جو باوجود شدید تڑپ رکھنے کے کسی مجبوری کے باعث جلسہ میں شریک نہیں ہو سکیں آخر میں آپ نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور تمام افرادِ جماعت کے لئے دُعا کی تحریک فرمائی۔

افتتاحی خطاب کے بعد پہلی تقریر محترمہ مبارکہ شاہین سلیما نے "ہستی باری تعالیٰ" کے موضوع پر کی آپ نے بتایا کہ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت تمام مذاہب کی جان ہے۔ آپ نے قرآن مجید احادیثِ نبوی اور عقلی و نقلی دلائل سے ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت پیش کیا۔

بعدہٗ محترمہ نوزیہ ظفر صاحبہ آف حیدرآباد نے "محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر تقریر کی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع اور اعلیٰ مقام پر از روئے قرآن مجید و احادیثِ نبویہ روشنی ڈالنے کے بعد بنی نوع انسان پر آپ کے بے پناہ احسانات کا تفصیل سے ذکر کیا۔

بعدہٗ مردانہ جلسہ گاہ سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی تقریر بعنوان "سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" بذریعہ لاؤڈ سپیکر سُنی گئی۔

ازاں بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ ممبر لجنہ اماءاللہ قادیان نے "غلبۂ اسلام اور احمدی مستورات کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر تقریر کی آپ نے اپنی تقریر میں غلبۂ اسلام کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے تعلیم القرآن۔ تربیتِ اولاد۔ نظامِ خلافت سے کامل وابستگی وغیرہ اہم ذمہ داریوں کی طرف مستورات کو خصوصیت سے توجہ دلائی اس اجلاس کی آخری تقریر عزیزہ طاہرہ شوکت صاحبہ نے سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے عنوان پر کی عزیزہ نے حضرت اُم المؤمنینؓ کے اوصافِ حمیدہ بیان کرکے آپؓ کی سیرۃ کے بعض درخشندہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

دُوسرا دن - پہلا اجلاس

دوسرے دن مورخہ ۱۹/۱۲/۸۲ کو ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک کا پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر سُنا گیا اس کے بعد محترمہ صاحبزادی امۃ البصیر صاحبہ کی زیر صدارت مستورات کے پروگرام کی کاروائی عمل میں آئی۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ مرکزیہ قادیان نے "سیرۃ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی جاری فرمودہ تحریکات کے موضوع پر خطاب فرمایا- پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی الٰہی بشارتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ حضورؒ کی ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمائی تھی۔ یہ حضرت ام المؤمنینؓ کی کامل تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے طالب علمی کے زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا سیدہ موصوفہ نے آپ کی عظیم خدمات اور کارہائے نمایاں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خلافتِ ثانیہ کے دور میں آپ وقتاً فوقتاً جماعت کے اہم عہدوں پر فائز رہ کر خدمات سلسلہ بجا لاتے رہے آپ نے ان عظیم الشان ۲۵ تحریکات پر تفصیلی روشنی ڈالی جو حضورؒ نے اپنے بابرکت عہد خلافت میں جماعت کے سامنے رکھیں تحریک تعلیم القرآن کے ضمن میں آپ نے ہندوستان کی لجنات کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمیں چاہیئے کہ خود بھی حضور رحمہ اللہ کی تحریکات پر عمل پیرا ہوں اور اپنی اولاد کو بھی اس پر کاربند کریں۔

بعدہٗ محترمہ اعظم النساء صاحبہ ممبر لجنہ اماءاللہ حیدرآباد نے "لباس التقویٰ" کے عنوان پر تقریر کی آپ نے نہایت دلکش انداز میں واضح کیا کہ انسان حیاتِ طیبہ کے لئے پیدا ہوا ہے اور حیاتِ طیبہ تقویٰ کے لباس سے حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ تقویٰ عزت شہرت مال و زر اور دنیا کی عیش و عشرت سے نہیں بلکہ تسبیح و تحمید، استغفار کرنے اور جان، مال، وقت اور اولاد جیسی عزیز ترین نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

آپ کے بعد محترمہ زہرہ جبیں صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ کشمیر نے تقریر کی موضوع تھا "احمدیت کشمیر میں" آپ نے بتایا کہ احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ہی کشمیر میں پہنچ گئی تھی آپ پر ایمان لانے والے سب سے پہلے جلیل القدر صحابی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ تھے جو بعد میں جماعت کے پہلے خلیفہ بنے آخر میں موصوفہ نے کشمیر میں

اے محسن! سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَیْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَی الْاَبَدِ" (برکات الدعا صفحہ ۱۱)

جماعت کی قربانیوں کا تفصیل سے ذکر کیا

بعدہٗ محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ نے "مقاصد احمدیت" کے عنوان پر تقریر کی جس میں انہوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عقائد کو وضاحت سے بیان کیا

اس اجلاس کی آخری تقریر عزیزہ راشدہ رحمٰن نے "لجنہ کی ترقی کے لئے ناصرات کی تربیت لازمی ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیزہ موصوفہ نے لجنہ اماء اللہ کی تاریخ کا مختصراً ذکر کر کے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم کی اہمیت اور اس کے مقاصد کو بیان کیا۔ نیز مستورات کی تربیت سے متعلق خلفاء عظام اور بزرگان سلسلہ کے ارشادات کی روشنی میں ثابت کیا کہ لجنہ کی ترقی کا انحصار ناصرات کی صحیح تربیت پر ہی ہے۔

دوسرا دن ۔ دوسرا اجلاس

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس [illegible] نماز کی ادائیگی کے بعد ٹھیک ۲ بجے [illegible] سلمیٰ غنی صاحبہ نیشنل پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر محترمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نے کی موضوع تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں موجودہ زمانہ کے لئے" محترمہ موصوفہ نے حالات حاضرہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد پیشگوئیاں پیش کر کے بتایا کہ کس طرح یہ پیشگوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں آپ کے بعد "تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر محترمہ تسنیم بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں قرآن مجید اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں [illegible] بچوں کی [illegible] کی تلقین کی۔

بعدہٗ محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے "سیرت حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا" کے موضوع پر تقریر کی آپ نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی سیرت کے چند نمایاں پہلوؤں یعنی توکل علی اللہ، صبر و استقامت اور فہم و فراست پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔

ازاں بعد محترمہ شاہینہ پروین صاحبہ نے "اسلام میں عورتوں کی عدیم المثال قربانیاں" کے عنوان پر تقریر کی آپ نے عورت کی ظہور اسلام سے قبل اور بعد کی حالت کا تجزیہ کرنے کے بعد جنگوں اور دیگر مواقع پر صحابیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا ذکر کیا اور دور حاضر میں حضرت ام المومنین رضی، حضرت سیدہ ام ناصر رض اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی قربانیوں کی مثالیں دے کر اس عنوان پر روشنی ڈالی۔

بعدہٗ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نے "جماعت کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا آپ نے خلافت سے وابستگی کی اہمیت و ضرورت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور خلافت کی برکات بیان کیں۔

تیسرا دن ۔۔ پہلا اجلاس

تیسرے دن کے پہلے اجلاس کی کاروائی محترمہ خدیجہ پنتو صاحبہ نیشنل پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد خاکسار امۃ اللطیف نے "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ اور اس کے بہترین نتائج" کے عنوان پر تقریر کی۔ خاکسار نے اس بابرکت منصوبہ کی غرض و غایت بیان کی اور اس سے برآمد ہونے والے نتائج پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

بعدہٗ محترمہ امۃ النصیر بشریٰ صاحبہ نے "موعود اقوام عالم کی بعثت سے مذہبی دنیا میں انقلاب" کے عنوان کے تحت دیگر عالمی کتب کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور مخالفین کی مخالفت کا ذکر کیا اور آپ کی وجہ سے جو مذہبی انقلاب پیدا ہوا اور پے در پے آسمانی نشانات ظاہر ہوئے ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

بعدہٗ محترمہ صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ نے بیرونی جماعتوں سے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر تشریف لانے والی احمدی بہنوں کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل خواتین نے اپنی لجنات کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا

(۱) ۔ محترمہ سلمیٰ غنی صاحبہ امریکہ
(۲) ۔ " خدیجہ پنتو صاحبہ انڈونیشیا
(۳) ۔ " حدیبہ سنوزل صاحبہ نائیجیریا
(۴) ۔ " حسینہ صاحبہ سنگاپور
(۵) ۔ " حلیمہ نصیرہ صاحبہ گیانا
(۶) ۔ " لیلیٰ سوقیہ صاحبہ ماریشس
(۷) ۔ " منورہ عبداللہ صاحبہ جرمنی
(۸) ۔ " طاہرہ چوہدری صاحبہ لنڈن
(۹) ۔ " حدیبیہ فراق صاحبہ جارڈن

غیر ملکی مستورات کے تاثرات کے بعد محترمہ صوانہ شفیع صاحبہ آف سیالکوٹ نے "وسعت ذہنی وفہیم ہو گا" کے عنوان پر تقریر کی۔ محترمہ نے اس موضوع پر انتہائی رنگ میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔

آخر میں محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا سلام پہنچاتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ پروگرام بخیر و خوبی اختتام ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے اندرون و بیرون ملک سے تشریف لانے والی تمام مستورات و معاونات اور جلسہ کارکنات کا شکریہ ادا کیا۔ واضح رہے کہ امسال زنانہ جلسہ گاہ میں مستورات کی حاضری ۵۰۱۰ تھی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تیسرے دن کے آخری اجلاس کی کاروائی مردانہ جلسہ گاہ سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر سنی گئی اور اجتماعی دعا میں شرکت کی گئی

مجلس عاملہ مرکزیہ کی سالانہ میٹنگ

۹ دسمبر [illegible] کو محترمہ [illegible] امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت [illegible] لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں قادیان حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ یادگیر۔ کانپور۔ بھاگلپور۔ سونگڑہ۔ پنگال۔ [illegible] ۔ [illegible] بہار۔ اسلام آباد۔ جڑچرلہ۔ [illegible] موگرال۔ کٹک اور چنتہ کنٹہ کی نمائندگان شریک ہوئیں۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے تمام لجنات کی طرف سے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی خدمت میں مسجد اشاعت سپین کے افتتاح کے بعد بخیر و عافیت قادیان آنے پر مبارکباد پیش کیا۔

بعدہٗ محترمہ سیدہ آپا جان صاحبہ نے سپاسنامہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد مسجد کے افتتاح کی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال سنایا۔

اس کے بعد لجنہ کے مختلف شعبوں سے متعلق نمائندگان کو ہدایات دی گئیں

حسن کارکردگی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنات و ناصرات

شہری لجنات:۔

اوّل ۔ لجنہ اماء اللہ قادیان
دوم ۔ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور
سوم ۔ لجنہ اماء اللہ کشمیر نگر
چہارم ۔ لجنہ اماء اللہ بنگلور
پنجم ۔ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد

دیہی لجنات

اوّل ۔ لجنہ اماء اللہ پنگال
دوم ۔ لجنہ اماء اللہ مونگی پائیشر
سوم ۔ لجنہ اماء اللہ کرڈاپلی
چہارم ۔ لجنہ اماء اللہ محمود آباد
پنجم ۔ لجنہ اماء اللہ کیرنگ

ناصرات الاحمدیہ

اوّل ۔ ناصرات الاحمدیہ قادیان
دوم ناصرات الاحمدیہ کشمیر نگر
سوم ۔ ناصرات الاحمدیہ شاہجہانپور
چہارم ناصرات الاحمدیہ مدراس
پنجم ناصرات الاحمدیہ کلکتہ

صنعتی نمائش

اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے دستکاری کی نمائش لگائی گئی جس میں مقامی لجنہ کے علاوہ حیدرآباد، کلکتہ، کشمیر، شاہجہانپور، بمبئی اور کٹک کی لجنات کی طرف سے اشیاء رکھی گئیں۔ [illegible] بہت پسند کی گئی۔ شاہجہانپور کی لجنہ کا سامان دستکاری میں سب سے بہتر اور خوبصورت تھا۔

نماز تہجد اور باجماعت نمازوں کا انتظام

جلسہ سالانہ کے ایام میں مستورات کے لئے بیت الفکر اور دالان حضرت ام المومنین رض میں نماز تہجد اور باجماعت نماز کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ جس سے مستورات نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس طرح بہت اللہ کے لئے جو ادا کرتی تھیں انہیں ان سے بھی زیادہ سے زیادہ [illegible] ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ سالانہ کے بابرکت نتائج پیدا کرے ہماری حقیر مساعی کو قبول کرے اور آئندہ سال پہلے سے بڑھ کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین:

درخواست دعا: مکرم اسمٰعیل نوری صاحب ابن مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی درویش گزشتہ دنوں فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) سے اپنی فیملی کے ہمراہ قادیان آئے۔ موصوف نے مورخہ ۱۵/ ۸۲ کو اپنے بیٹے عزیز طارق نوری سلمہٗ کا عقیقہ کیا اور اس موقعہ پر بطور شکرانہ مبلغ ۲۰/- روپے مد اعانت بدر میں بھی ادا کئے جزاہ اللہ خیراً۔ قارئین بدر سے عزیز طارق نوری سلمہٗ ان کے والدین اور خاندان کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

والدِ محترم مولوی سید غلام احمد صاحب مرحوم آف سونگھڑا

از مکرم سید شاہد احسن صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سونگھڑہ

خاکسار کے والد محترم مولوی سید غلام احمد صاحب مرحوم سابق نائب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ مورخہ ۲۷؍۸۲ کو بعمر ۸۶ سال ایک مختصر سی علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ علاقہ سونگھڑہ کے ایک با اثر زمیندار خاندان کے چشم و چراغ تھے اور محترم حضرت مولوی سید نیاز حسین صاحب رضی اللہ عنہ از اصحاب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے فرزند تھے۔

والد محترم کی ولادت مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۶ء رسول پور (سونگھڑہ) میں ہوئی۔ دادا جان حضرت مولوی نیاز حسین صاحب رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ کے رئیس اور علم دوست بزرگ تھے بلکہ یہ علاقہ قریباً آپ ہی کا بسایا ہوا تھا۔ حضرت دادا جان مرحوم کے دو بیٹے ہوئے بڑے بیٹے محترم مولوی سید غلام محمد صاحب مرحوم ہوئے اور چھوٹے خاکسار کے والد مرحوم۔ جب علاقہ سونگھڑہ بلکہ صوبہ اڑیسہ میں پہلے پہل حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ فاضل مرحوم سونگھڑوی مقیم حیدر آباد دکن کے ذریعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کا علم ہوا تو حضرت دادا جان مرحوم نے اپنی ایمانی فراست کی بناء پر اخلاص و صدق دکھایا اور بذریعہ خط مورخہ ۵ جنوری ۱۹۰۰ء کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی پھر ۱۹۰۳ء میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ قادیان جا کر دستی بیعت کی سعادت بھی حاصل کی (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۷)

محترم والد صاحب مرحوم کی ابتدائی تعلیم اپنے آبائی وطن میں ہوئی آپ نے اپنے والد بزرگوار سے بھی اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ بعدہٗ خلافت ثانیہ کی ابتداء میں بغرض حصولِ تعلیم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخلہ لے لیا جہاں آپ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت قریباً ۱½ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پنجاب کی شدتِ گرمی اور موسم کی ناموافقت کی بناء پر آپ کو مجبوراً گھر واپس آنا پڑا۔

وطن واپس آکر آپ نے ہیڈ ماسٹر شپ کی ٹریننگ لی اور کچھ عرصہ سکول میں ملازمت کی زندگی گزاری پھر بوجوہ ملازمت ترک کر کے اپنی موروثی جائیداد کی دیکھ ریکھ کرنے لگے۔ حوادثِ زمانہ کے باعث اگرچہ یہ جائیداد رفتہ رفتہ ہاتھ سے جاتی رہی تاہم آپ نے بفضلہ تعالیٰ اپنی تمام زندگی فارغ البالی کے ساتھ گزاری اور کبھی کسی کے محتاج نہ ہوئے اور تاہم واپسیں کسی نہ کسی طرح خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ ہمارا خاندان چونکہ فارسی اردو انشاء پردازی میں مشہور تھا اس لئے والد مرحوم بھی ان ذرائع سے اپنوں اور غیروں میں خاموش تبلیغ کیا کرتے تھے۔

والد صاحب مرحوم اکثر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے بابرکت دور خلافت کے چشم دید واقعات بیان فرماتے اور ہمیں ہمیشہ خلافتِ حقہ احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ ہمارے سامنے بزرگانِ سلسلہ اور اپنے محترم اساتذہ کا ذکر انتہائی احترام سے کرتے اور اکثر و بیشتر ان کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے۔ ان بزرگ اساتذہ میں سے حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب رضی اللہ عنہ فاضل سابق امیر جماعت احمدیہ قادیان اور حضرت مولوی محمد دین صاحب سابق صدر انجمن احمدیہ ربوہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کو دیگر علماء و بزرگانِ سلسلہ خصوصاً حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سے بھی قربت رہی اور ان کے ساتھ سالہا سال تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان تھا کہ آپ میں ریا جیسی مرض نام کو بھی نہ تھی طبیعت میں صاف گوئی کا مادہ تھا۔ اگر کسی دوست یا عزیز سے کوئی ناچاقی ہو جاتی تو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا حوالہ دے کر ان کی ناراضگی کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔

سلسلہ کے لئے حد درجہ غیرت رکھتے تھے ایک دفعہ کسی عزیز سے کسی معاملہ میں ناچاقی ہو گئی تو متعلقہ دوست نے اپنی حمایت میں ایک شدید مخالفِ احمدیت کو اپنا حلیف بنا کر والد مرحوم کی شان کے خلاف بعض نازیبا الفاظ تحریر کئے تو والد مرحوم نے جواباً اس احمدی عزیز کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے یہ حوالہ تحریر کر کے کہ "جو شخص غیر کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ اس مخالفِ احمدیت سے دستبردار ہونے کی تاکید فرمائی آپ نظامِ سلسلہ کے ایک وفا شعار اور اطاعت گزار خادم تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو جماعت میں سیکرٹری مال، سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری تعلیم و تربیت، سیکرٹری امور عامہ و خارجہ نائب امیر اور بالآخر امیر جماعت کی حیثیت سے خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعت کی نمایاں خدمات بجا لانے کی توفیق دی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی تصانیف پڑھنے پڑھانے سننے سنانے کا بے حد شوق رکھتا۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے بھی بخوبی آگاہی رکھتے تھے۔ سوانح صحابہ کرام پر مشتمل کتب باقاعدہ خرید کر پڑھتے اور دوسروں کو سنایا کرتے تھے۔ تاریخی واقعات کو ذہن نشین کرنے کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا تھا یہی وجہ تھی کہ بعض اہم تاریخی مواد جو جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ سے تعلق رکھتا تھا کبھی بذاتِ خود اور کبھی خاکسار کے ذریعہ احاطہ تحریر میں لا کر "ادارہ تاریخ احمدیت" کو ارسال کیا کرتے تھے۔ اس تاریخی مواد کا کچھ حصہ وفات سے کچھ عرصہ قبل ہی بروئے المحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی وساطت سے ادارہ تاریخ احمدیت کو ارسال کیا۔ کچھ اہم تاریخی واقعات خاکسار کو بھی نوٹ کرائے جو انشاء اللہ حسب موقعہ عنقریب ادارہ تاریخ احمدیت کو ارسال کر دئیے جائیں گے۔

آپ بفضلہ تعالیٰ موصی تھے اور تا دمِ واپسیں حسبِ الٰہی وصیت پر عمل پیرا رہے اس کے لئے وقتاً فوقتاً جاری ہونے والی طوعی تحریکات میں بھی پیش پیش رہتے۔

آپ نے بار بار قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت اور جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق پائی آخری بار ۱۹۶۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے پاسپورٹ بنوایا اور ویزہ بھی حاصل کیا نیز اسی غرض سے قادیان گئے لیکن کمزوریٔ صحت اور شدتِ سردی کے باعث یہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۹۴۰ء میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ایک مضمون کا انگریزی ترجمہ کرنے میں محترم چوہدری مظفر الدین صاحب کے ساتھ کام کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ یہ کام حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے نے آپ دونوں کے سپرد کیا تھا۔

حضرت والد مرحوم میں نظامِ سلسلہ کی اطاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی بھی حالت میں کسی مرکزی کارکن اور ذمہ دار عہدیداران کی نافرمانی برداشت سے باہر تھی۔ اگر کسی بھی دوست یا عزیز سے ذاتی یا جماعتی ناچاقی ہو جاتی تو پورے کا پورا تمام معاملات کو مقامی جماعت یا مرکزِ سلسلہ یا خلیفۂ وقت کے سامنے رکھتے۔ ان بزرگان کے فیصلہ پر عمل کرنا فرض اولین سمجھتے۔ آپ ہمیشہ حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشاد کو اپنے سامنے رکھتے اور ہمیں بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کرتے رہتے تھے کہ:۔

"جو شخص اطاعت اور فرمانبرداری کا مفہوم جانتا ہے وہ سوال نہیں کرتا اور حکم کے مقابلہ میں کیوں اور کیا نہیں پوچھتا یہی کامل اطاعت اور فرمانبرداری نہایت ضروری ہے اور یہ صرف خلیفہ سے مخصوص نہیں بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ صرف خلیفہ کی بات ماننا ضروری ہے اور دوسرے کسی کی بات ماننا ضروری نہیں حالانکہ خلیفہ کی طرف سے مقرر کردہ دوسروں کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہے جس طرح خلیفہ کا کیونکہ خلیفہ تو براہِ راست ہر ایک شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا"۔

(مطالبات تحریک جدید صفحہ ۸۱)

والد صاحب مرحوم کی ذات گرامی میں ایک بڑی پیاری اور قابلِ رشک بات یہ تھی کہ آپ کو خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام مقدس افراد کے ساتھ بلا لحاظ عمر بے حد محبت و عقیدت تھی ہم نے بچشم خود کئی بار یہ نظارہ دیکھا کہ جب بھی ابا جی مرحوم کا سیدی المحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ العالی سے سامنا ہوتا چہرے پر ایک سنجیدگی اور احترام اور عقیدت کا رنگ نمایاں ہو جاتا اور آپ مجسم انکسار بن کر کھڑے ہو جاتے۔

دورانِ تعلیم قادیان آپ کو خصوصیت کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ایم اے سے رفاقت رہی اور آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

اور دیگر اکابرین سلسلہ سے بارہا شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔

جب گزشتہ فروری ۸۲ء میں سیدی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سونگڑہ تشریف لائے تو محترم والد صاحب بڑی ہی بے چینی سے آپ کی آمد کی تاریخ و وقت کے بارے میں دریافت کرتے رہے بالآخر آپ کی آمد کی اطلاع ہونے پر مجھ سے کہا کہ کسی بھی طرح محترم میاں صاحب کی ملاقات کے لئے مجھے لے چلو چنانچہ خاکسار جب آپ کو محترم میاں صاحب کی قیامگاہ تک لے گیا تو آپ محترم میاں صاحب سے مل کر بہت محظوظ ہوئے اور باوجود کمزوریٔ صحت کے بڑی ہی جوانمردی سے گھنٹوں گفتگو فرماتے رہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب بھی ازراہِ شفقت آپ کا احوال باربار دریافت کرتے رہے۔ ازاں بعد جب محترم صاحبزادہ صاحب اڑیسہ سے واپس جانے لگے تو خاکسار گیا تو صاحبزادہ صاحب نے ازراہ شفقت خاکسار کو مخاطب کرکے فرمایا کہ "اپنے ابا کو ہمارا سلام پہنچانا اور دعا کی درخواست کرنا"۔ اس اطلاع پر ابا جی مرحوم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمانے لگے کہ "اس حقیر کی کیا حیثیت ہے کہ میاں صاحب مجھ سے دعا کی درخواست کریں"۔ یہ الفاظ آج تک خاکسار کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ جس محبت و شفقت اور سلام و دعا کا تحفہ محترم صاحبزادہ صاحب کی طرف سے والد صاحب مرحوم کو پہنچایا گیا تھا وہ ان دونوں بزرگان کی آخری ملاقات کی طرف اشارہ تھا۔

حوادثِ زمانہ کے باعث جب خاندانی جائیداد ختم ہوگئی تو مخالفینِ احمدیت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔ تب ملکہ کچھ عرصہ قبل مقامی مولویوں کی ایما پر سونگڑہ میں احمدیت کی زبردست مخالفت شروع ہوئی۔ مجبوراً افرادِ جماعت کو ان حلقوں میں ہجرت کرنا پڑی جہاں احمدیوں کی آبادی زیادہ تھی جن میں خاکسار کی والدہ محترمہ اور بعض دیگر افرادِ خاندان بھی شامل تھے۔ لیکن ابا مرحوم نے اپنے گھر اور محلہ کو ایک لمحہ کے لئے چھوڑنا گوارہ نہ کیا۔ بالکل تن تنہا انتہائی بے خوفی کے ساتھ ان مخالفینِ احمدیت کا مقابلہ کرتے رہے۔ مخالفت کے اس طوفان میں نہ صرف مقامی ملاؤں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ ہمارے ذاتی غیر احمدی اور غیر مسلم ملازموں نے بھی احمدیوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے گھروں پر پتھراؤ کیا گیا۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا قاتلانہ حملے کئے گئے اپنی آبائی مسجد سے بے دخل کیا گیا۔ یہاں تک کہ احمدیوں کو قبروں سے لاشیں اکھیڑ کر کتوں

اور گیدڑوں کے سامنے ڈال گئیں۔ باوجود اس طوفانِ بدتمیزی کے والد مرحوم نے ان فتنہ پردازوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کسی بھی لمحہ آپ کے ایمان میں بفضلہ تعالیٰ کوئی لغزش واقع نہ ہوئی۔ بالآخر آپ کی جرأتِ ایمانی کو دیکھ کر مخالفین اتنا یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے کہ خواہ اس کے پیچھے نہ پڑنا یہ بڑا ہی ہٹ دھرم قادیانی بن گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں اس امر کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ نہ صرف والد مرحوم بلکہ دوسرے مقامی احمدیوں کی طرف سے ان مظالم کو نہایت صبر و رضا کے ساتھ برداشت کرنے کا ہی نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں کے سامنے ان ظالموں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ وَ اِنِّی مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ" (تذکرہ صفحہ ۴۵۵) کا مصداق بنا کر ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کے سامان بہم پہنچائے۔

والد مرحوم کو جہاں تاحیات زبردست مخالفت کا سامنا رہا وہاں آپ کو یکے بعد دیگرے اپنے کئی کم سن بچوں کی فوتیدگی کے صدمے بھی برداشت کرنے پڑے جن کا صحت پر اثر لازمی تھا۔ بارہا شدید اور لمبی علالت سے دوچار ہوئے۔ کاربنکل، قارورہ میں انفیکشن، عارضہ قلب اور آنکھ کے ناکام آپریشن وغیرہ نے صحت پر بہت بُرا اثر ڈالا لیکن ان عوارض کے باوجود آپ حسبِ معمول اپنی مفوضہ ذمہ داریاں کو ادا کرتے رہے۔ وفات سے نصف ماہ قبل آپ بے حد کمزور ہوگئے تھے۔ یہاں تک کہ زیادہ دور تک چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آخر تک توفیق دی ہمیں خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ لیکن آپ نے کبھی بھی مایوسی کا اظہار نہیں کیا اکثر حسبِ عادت قرآنی دعاؤں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعائیہ اشعار پڑھتے اور تمام ملنے والوں سے اپنے انجام بخیر ہونے کی درخواست کرتے رہتے۔

وفات سے صرف چند روز قبل آپ نے اخبار بدر کا تازہ پرچہ "خلافت نمبر" پڑھوا کر سنا اور خصوصیت سے محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کے مضمون بابت عہدِ خلافتِ ثالثہ کو بے حد پسند فرمایا۔ دوسرے دن حسبِ معمول خاکسار نے جب دفتر جانے کی اجازت چاہی تو حسبِ معمول بڑے ہی پُروقار انداز میں فرمایا "جاؤ خدا تمہارا حافظ ہو"۔ خاکسار نے عرض کیا کہ دفتر سے سہ پہر تک واپس آرہا ہوں آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ دوبارہ عرض

کرنے پر بھی آپ خاموش رہے چنانچہ مورخہ ۲۲/۶/۸۲ کو جب دفتر سے واپس آرہا تھا تو راستہ میں ہی کسی بزرگ کی زبانی یہ دلخراش اور اندوہناک اطلاع ملی کہ ابا مرحوم اپنے مولائے حقیقی کو پیارے ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نمازِ جنازہ محترم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی سابق مبلغ سلسلہ نے پڑھائی بعدہ آپ کو احمدیہ قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ؎

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا دو بیٹیاں و تیرہ درجن سے زائد نواسے نواسیاں پوتی اور پڑنواسے اپنی یادگار چھوڑے ہیں جن میں خاکسار کے علاوہ مکرمہ سیدہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی اور مکرمہ سیدہ ام الہدیٰ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید فضل عمر صاحب حال جوڈیشل مجسٹریٹ سنبل پور بقید حیات ہیں۔

قارئین بدر اور بزرگانِ سلسلہ سے دعاؤں کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ والد مرحوم کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے نیز ہمیں ہمیشہ ان کی خواہش و وصیت کے مطابق نظامِ خلافت اور نظامِ سلسلہ سے وابستہ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

جماعتوں میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

● مکرم سی ایچ عبدالرحمٰن صاحب معلم وقفِ جدید کوڈالی (کیرالہ) اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۳/۱/۸۲ کو بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ میں مکرم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب صدر جماعت کی زیرِ صدارت جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد عمل میں آیا جس میں مکرم سی برکت اللہ صاحب کی تلاوتِ کلام پاک اور عزیز تنویر احمد سیکرٹری اطفال کی نظم خوانی کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ بعدہٗ خاکسار سی ایچ۔ عبدالرحمٰن اور مکرم ٹی کے شمس الدین صاحب نے مناسب موقعہ تقاریر کیں۔ علمی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اطفال و ناصرات کو مکرم عبدالرزاق صاحب زعیم مجلس انصار اللہ نے انعامات تقسیم کئے اختتامی صدارتی خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

● مکرم سید غلام ابراہیم صاحب کیندراپاڑہ (اڑیسہ) رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۲۹/۱۲/۸۲ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیرِ صدارت مکرم شیخ محمود احمد صاحب نائب صدر جماعت جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد ہوا۔ عزیز طاہر احمد کی تلاوت کلام پاک نیز عزیزہ تنویر یاسمین عزیزہ فردوسی بیگم اور عزیزہ رخسانہ بیگم کی نعت خوانی کے بعد عزیزہ شکیلہ یاسمین عزیزہ نسیمہ بیگم اور عزیزہ شمیمہ بیگم نے سیرت پاک صلعم پر مضامین پڑھے۔ مکرم نسیم احمد صاحب، خاکسار غلام ابراہیم اور مکرم صدر صاحب جلسہ نے مناسب موقعہ تقاریر کیں اختتامی دعا کے بعد احباب و مستورات کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔

● مکرم میر مبارک احمد صاحب ناظم تبلیغ تیلیگراہ لکھتے ہیں کہ مورخہ ۲۹/۱۲/۸۲ کو بعد نماز عشاء مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب فریدی کی زیرِ صدارت جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم منصور احمد صاحب کی تلاوتِ کلام پاک اور مکرم محمد عبداللہ صاحب کی نظم خوانی کے بعد خاکسار میر مبارک احمد اور مکرم ڈاکٹر فریدی صاحب نے سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض درخشندہ پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ دورانِ تقاریر مکرم محمد عبداللہ صاحب نے نظم پڑھی جلسہ میں موجود غیر از جماعت دوستوں سے مفید اور معلومات افزا گفتگو ہوئی۔ رات کو چراغاں بھی کیا گیا۔ دعا کے ساتھ مجلس برخاست ہوئی۔

● مکرم سید نعیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۳۱/۱۲/۸۲ کو مقامی خدام نے ڈائمنڈ ہاربر میں ایک تبلیغی پکنک کا پروگرام رکھا جس میں بعض تفریحی پروگرام بھی شامل تھے۔ اسی روز جماعت احمدیہ ڈائمنڈ ہاربر کے اشتراک سے جلسہ سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد بھی عمل میں آیا جس میں خاکسار کی تلاوتِ کلام پاک، اور مکرم طاہر احمد صاحب بانی کی نظم خوانی کے بعد مکرم تنویر احمد صاحب بھاگلپوری، مکرم منظور عالم صاحب۔ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ڈائمنڈ ہاربر اور مکرم قاضی شبیہ الرشید صاحب نے تقاریر کیں اس دوران خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا اختتامی دعا کے بعد تمام حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

بدر کی توسیع اشاعت میں حصہ لیجئے

دورانِ سال جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

نظارت دعوت و تبلیغ کے زیرِ اہتمام دورانِ سال بھارت کی جماعتیں جلسے و یوم التبلیغ مناتی ہیں۔ امسال ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کے لئے جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام درج ذیل ہے۔

عہدیدارانِ جماعت اور جملہ مبلغین کرام و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں جلسے اور یوم التبلیغ منائیں اور رپورٹ باقاعدہ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوا کر شکریہ کا موقع دیں۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخ میں رد و بدل کر سکتی ہیں۔

۱۔ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ	۲۰ ر تبلیغ (فروری) بروز اتوار
۲۔ یوم مسیح موعود علیہ السلام	۲۳ ر امان (مارچ) بروز بدھ
۳۔ یوم خلافت	۲۷ ر ہجرت (مئی) بروز جمعہ
۴۔ ہفتہ قرآن کریم	۲۳ تا ۲۹ ر تبوک (ستمبر) بروز جمعہ تا جمعرات
۵۔ یوم پیشوایانِ مذاہب	۱۶ ر اخاء (اکتوبر) بروز اتوار
۶۔ یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸ ر فتح (دسمبر) بروز اتوار
۷۔ یوم التبلیغ	(سال میں دو مرتبہ) ماہ احسان (جون) اور ماہ وفا (جولائی) کے دوران

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مرکز میں ایک "معلومات پریس کمیٹی" تشکیل دی ہے۔ اس کمیٹی کا کام اسلام و احمدیت کے حق میں یا اسلام و احمدیت کے خلاف اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین اور بیانات کی کٹنگ جمع کرنا ہے اور ان کا ریکارڈ رکھنا ہے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ بذریعہ اعلان ہذا جملہ احباب سے درخواست کرتی ہے کہ آئندہ جس اخبار، رسالے، میگزین، اشتہار یا کسی کتاب میں اسلام و احمدیت کے حق میں یا اس کے خلاف جو کچھ بھی شائع ہو۔ اس کی تین تین کاپیاں نظارت دعوۃ و تبلیغ کو بعجلت ممکنہ ارسال فرمائیں۔

نوٹ:۔ تراشوں پر اخبار کا نام، مقام اشاعت، تاریخ اشاعت اور صفحہ نمبر صاف صاف تحریر فرمائیں، ورنہ ان کٹنگس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

بتاریخ ۱۲، ۱۳ ر فروری ۱۹۸۳ء بمقام سونگڑہ

انشاء اللہ تعالیٰ امسال آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۱۲، ۱۳ ر فروری ۸۳ء کی تاریخوں میں سونگڑہ کے مقام پر منعقد ہوگا۔ قائدین مجالس اڑیسہ سے امید کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے نمائندگان اس اجتماع میں شمولیت کے لئے بھجوائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب فرمائے آمین

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

لجنات اماء اللہ بھارت کیلئے ضروری اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ ر نبوت و نومبر ۱۹۸۲ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریکِ جدید کے دفتر سوم کی ذمہ داری لجنہ اماء اللہ پر ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

"میں یہ کام اب لجنہ اماء اللہ کے سپرد کرتا ہوں"۔

نیز حضور نے فرمایا:۔

"مجھے امید ہے کہ لجنہ بڑی تیزی سے اس طرف دھیان دے گی لجنہ کے بارے میں ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جب یہ کسی کام کو ہاتھ میں لیتی ہے تو ان کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ مردوں کو پیچھے چھوڑ دیا جائے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے **فاستبقوا الخیرات** کا یہ حسین نظارہ سامنے آتا ہے"۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس امید کا اظہار لجنہ سے فرمایا ہے امید ہے کہ لجنات اماء اللہ بھارت اس امید و توقع کی احسن تکمیل کے لئے میدان میں آگے آئیں گی اور تحریک جدید کے دفتر سوم کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہوئے اپنی جماعت کی ہر ممبر لجنہ کو اس بابرکت الٰہی تحریک میں شامل کر کے جلد از جلد دفتر ہذا کو وعدہ جات کی فہرست بھجوائیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ کو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مجلس وقف جدید برائے سال ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال ۱۳۶۲ ہش (۱۹۸۳ء) کے لئے ذیل کی منظوری عطا فرمائی ہے

(۱) خاکسار ملک صلاح الدین — انچارج وقف جدید

ارکان:

(۲) مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز

(۳) مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی

(۴) مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی

(۵) مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب

(۶) مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ولادت

مورخہ ۱۰/۱/۸۳ بوقت ۸ بجے شب کرشنیا دیوی سینئن ہسپتال بٹالہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم عبد الحفیظ صاحب عاجز ابن محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد و تعمیرات صدر انجمن احمدیہ قادیان کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ عزیز نومولود محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کا نواسہ ہے۔ مکرم عبد الحفیظ صاحب عاجز نے اس خوشی میں بطور شکرانہ ہدا عانت بدر میں مبلغ ۲۵/- روپے ادا کئے ہیں۔ قارئین بدر کی خدمت میں عزیز نومولود کے نیک صالح و خادم دین ہونے اور صحت و عافیت والی درازی عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

تصحیح

بدر مجریہ ۳۰ ر دسمبر ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۱۲ پر "وصایا" کے زیر عنوان مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب آف بھدرواہ (وصیت نمبر ۱۲۵۱۳) کی وصیت سہو کتابت سے "ملک" کی بجائے "ورک" اور تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء کی بجائے ۱۹۶۰ء لکھی گئی ہے جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ان دونوں غلطیوں کی تصحیح فرمالیں۔

(ایڈیٹر)

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE 23-9302
CARD BOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
(حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA-700073.

"میں وہی ہوں
جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔"
(فتح اسلام ص۹ تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)
(پیشکش)
لبرٹی ہوٹل
نمبر ۵-۴-۱۸
نامپلی
حیدرآباد ۵۰۰۲۵۴

"چاہیئے کہ تمہارے اعمال
تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں"
(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

منجانب:- تپسیا ربڑ ورکس
۷/۱۳ تپسیا روڈ۔ کلکتہ ۳۹

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"
ٹیلیفون نمبرز 23-5222 23-1552
آٹو ٹریڈرز
۱۶- مینگو لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار
HM برائے:- ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر HM
SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر!
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS,
16-MANGOE LANE CALCUTTA-700001.

"محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس۔ ۲- تپسیا روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS
2-TOPSIA ROAD, CALCUTTA-39.

رحیم کاٹیج انڈسٹری
رگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ
بہترین۔ معیاری اور پائیدار
سوٹ کیس۔ بریف کیس۔ سکول بیگ۔
ایئر بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)
ہینڈ پرس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز:-

RAHIM
COTTAGE INDUSTRIES.
17-A, RASOOL BUILDING.
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY-400008.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ
کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY
MADRAS-600004
Phone No. 76360.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن - ۲/۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر:- ۴۳۳۷۱۷

ارشادِ نبوی ﷺ

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ

ترجمہ:- مالدار اور طاقتور تندرست انسان کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔

محتاجِ دعا:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:-

"جب تک تم اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور سنتِ نبوی پر مضبوطی سے قائم رہو گے تم گمراہ نہیں ہو گے۔" (مؤطا امام مالکؒ)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام:-

"قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔" (کشتی نوحؑ)

پیشکش:-

محمد امان اختر - نیاز سلطانہ پارٹنرز:-

۳۲ - سیکنڈ مین روڈ

سی۔ آئی۔ ٹی کالونی

مدراس - ۶۰۰۰۰۴

سلطان موٹرس

ABCOY LEATHER ARTS

34/3 3RD MAIN ROAD.

KASTURBANAGAR BANGALORE. 560026

MANUFACTURERS OF:-

AMMUNITION BOOTS.

&

INDUSTRIAL SAFETY BOOTS.

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے

ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

ریڈیو۔ ٹی وی۔ بجلی کے پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

(ڈرائی اینٹ فرش فرسٹ کمیشن ایجنٹ)

غلام محمد اینڈ سنز کاٹھ پورہ - باری پورہ - کشمیر

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۲۹۱۶ ٹیلیگرام: سٹار بون

سٹار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ!

پتہ

نمبر ۲۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن - حیدر آباد ۲ (آندھرا)

حیدر آباد میں

فون نمبر - ۴۲۲۳۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز!!

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۲/۴۸ - ۱ - ۱۶ سعید آباد - حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

AIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے